

# تَمَيِّرِ حَيَاةٍ

لکھنؤ  
پندرہ روزہ

## شب برأت اور مسلم معاشرہ

شب برأت آگئی، گھر گھر حلے کے سامان ہو رہے ہوں گے، اور جن کے پاس روپیہ نہ ہو گا وہ قرض لے کر اس کی فکر کر رہے ہوں گے۔ میدہ، گھنی، شکر وغیرہ کی خریداری دل کھول کر ہو رہی ہوگی۔ آتش بازی الگ بڑے بیانہ پر تیار ہو رہی ہوگی۔ آتش باز خوش ہو رہے ہوں گے کہ اب کی انار، چلھڑی، پٹاخ، چھوندر کی خوب بکری ہوگی۔ یہ تیاریاں کہاں ہو رہی ہوں گی؟ ان کے ہاں جو اپنے تیس مسلمان کہتے اور سمجھتے ہیں، جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا کلمہ پڑھتے ہیں، جن کے لئے خدا نے اسراف کو حرام قرار دیا ہے، جن کے رسول ﷺ کی زندگی کا دامن اس قسم کے تمام لغویات سے یکسپاک ہے، اور جن کے عقائد میں شب برأت کے یہ تمام مراسم جواز کا کوئی پہلو ہی نہیں رکھتے۔ بہت سے ناواقف بھائی اس خیال میں ہیں کہ شب برأت کی تقریب بھی کوئی مذہبی رسم ہے اور اس کا تعظیں کسی اہم مذہبی واقعی یا شخصیت سے ہے۔ لیکن یہ خیال ناواقفیت کا نتیجہ ہے۔ رسول ﷺ کے دنдан مبارک کا شہید ہونا یا حضرت حمزہؑ کا میدان جنگ میں شہید ہونا وغیرہ جو بعض روایات مشہور ہیں، سواس قسم کا کوئی واقعہ ارشد علیہ السلام کو کیا سمجھیں۔

مولانا عبدالماجد دریابادی

نی شمارہ - ۱۲/-

سالانہ زرع اون - 250/-

۲۰۱۰ء ۲۵

Postal Regd. No. LWNP/63/2009TO2011  
R. N. I. No. UP. Urd/2001/6071

Vol. No. 47 Issue No. 17

Mobile: 09415786548

Mohd. Akram  
Jewellers

Fortnightly  
**TAMEER-E-HAYAT**  
Tagore Marg, Badshah Bagh, Lucknow-07

Ph. Off. : 0522-2740406  
Fax : 0522-2741221  
E-mail : nadwa@sancharnet.in

10-July, 2010

Phone: Shop. 0522-2274606  
® 0522-2616731

محفلِ لکھنؤ جوئلز

New  
**Sana Jewellers**  
شنا جوپلرس  
Riyaz Ahmad  
Ghayas Ahmad  
301/17, Srai Bans  
Akbari Gate, Chowk, Lucknow-3

Ph: 2266786

Quba Jewellers  
Quba Jewellers  
قبا اونگ  
مینو ٹیکچرز  
ثیرس اونگ - وندواونگ = ڈوم اونگ  
فکس اونگ - لان اونگ - ڈیمودیٹ  
سل ڈرائیکوری بازار سروجی نظر ڈیمودیٹ روڈ لکھنؤ  
Tel: 0522-2917800 - 8335236926 - 9198000796  
لکھنؤ ڈیمودیٹ روڈ مدنل سیکریٹری

Res: 2226177  
Akbari Gate  
2268845  
Shop: 9415000250  
2613726  
2658875

سنے چاندی کی دنیا میں ۵ سالہ دیرینہ نام

حاجی صفی اللہ جویلری سس  
جواہریت اسٹوری  
مذہبی جمال کے سامنے ایک آباد لکھنؤ پروپریٹر: محمد اسماعیل

HAJI SAFIULLAH JEWELLERS  
Opp: Gadbad Jhala Aminabad, Lucknow-18

Editor Shamsul Haq Nadwi, Printed & Published by Athar Husain  
On behalf Majlis-e-Sahafat-wa-Nashriyat at Azad Printing Press Mahboob Building Hazratganj, Lucknow-226001 U.P. INDIA Call: 0522-21415784932  
E-mail: izharsonperfumers@yahoo.com

جدید لکش سونے، چاندی کے زیورات کیلئے ہمارے شوروم

# گھنٹہ پلیس

میں آپ کا خیر مقدم ہے

**GEHNA  
PALACE**

Whenever you see  
Jewellery  
Think of us



حاجی عبدالرؤف خاں، حاجی محمد معروف خاں، محمد فاروق خاں (چاند)

ایک مینارہ مسجد کے سامنے، اکبری گیٹ، چوک، لکھنؤ

Phone : 0522-2260433, Mobile : 9415024686

## تعمیر حیات

شمارہ نمبر ۱۸

جلد نمبر ۲۵  
رجب ۱۴۰۵ھ مطابق ۱۲ / شعبان المعظم ۱۳۳۷ھ

- زیر سرپرستی —  
حضرت مولانا سید مجتبی تدریج حسني ندوی  
(ناظر عالم دعوة احشیاء بکھو)
- زیر نگرانی —  
مولانا سید حمزہ حسني ندوی  
(ناظر عالم دعوة احشیاء بکھو)
- مدیر مسئول —  
مشش الحق ندوی
- نائب مدیر —  
 محمود حسني ندوی
- مجلس مشاورت —  
مولانا عبداللہ حسني ندوی • مولانا محمد خالد ندوی غازی پوری  
• امین الدین شجاع الدین

سالانہ زرع تعاون ۲۵۰ / فی شمارہ ۱۲  
اشیائی، یورپی، افریقی و امریکی ممالک کے لئے ر. ۵۰۰ ار  
اراثت نگاری تحریر حیات کے نام سے بنائیں اور فخر تحریر حیات ندوہ العلماء بالکھو کے پروپریوٹر کیس، چیک  
سے بھی جانے والی رقم قابل قبول نہ ہوگی۔ اس میں ادارہ کا انتساب ہوتا ہے۔ براؤ کم اس کا نیال رہ گیں۔  
ترسلیز اور خود کتابت کا پڑے

### Tameer-e-Hayat

P.O.Box No.93 Tagormarg, Badshah Bagh, Lucknow-7  
E-mail: nadwa@sancharnet.in Ph: (0522) 2740406

محمود نکاری رائے سے ادارہ کا تشقق ہوا صدوری نہیں ہے

اپ کے قریبی اسرائیلی گروپ کے کچھ کارکاروں میں ہو گئے۔ ہلا جلدی رہائون ارسال کریں اور  
لی آزادی کی بادشاہی پر پڑھیں۔ گردہ ہال اون یونیورسٹی پر کوئی کارکرکے نہ ہے۔ ( بغیر تحریرات)

پڑھو بلکہ ایک نیا آزاد پر ہجڑ پہنیں، نیلگی ہار کا سوتے طی کر کے فخر تحریرات  
کلکس سعادت و اخیرات یکور پارگ، بادشاہ ماہ بالکھو سے شائع کیا۔

## اس شمارے میں

۱	شعر و ادب	یہ چن میمور ہو گانہ تو حیدرے
۲	علماء اقبال	یہ چن میمور ہو گانہ تو حیدرے
۳	مشش الحق ندوی	اداریہ
۴	حضرت مولانا سید ابو الحسن علی حسني ندوی	موسیٰ بہار
۵	حضرت مولانا سید ابو الحسن علی حسني ندوی	لمحہٰ فکویہ
۶	حضرت مولانا سید ابو الحسن علی حسني ندوی	انسان کی تلاش
۷	حضرت مولانا سید ابو الحسن علی حسني ندوی	نور بصیرت
۸	حضرت مولانا سید ابو الحسن علی حسني ندوی	انسان کا مقام و مرتبہ اور....
۹	حضرت مولانا سید ابو الحسن علی حسني ندوی	حالات حاضرہ
۱۰	حضرت مولانا سید ابو الحسن علی حسني ندوی	حاذ آرائی نہیں، یا ہمی اعتماد...
۱۱	حضرت مولانا سید ابو الحسن علی حسني ندوی	اصلاح معاشرہ
۱۲	حضرت مولانا سید ابو الحسن علی حسني ندوی	ہماری اصلاح کیسے ہو
۱۳	حضرت مولانا سید ابو الحسن علی حسني ندوی	ماہ مبارک
۱۴	حضرت مولانا سید ابو الحسن علی حسني ندوی	عبدالتوہن کا جشن عام
۱۵	حضرت مولانا سید ابو الحسن علی حسني ندوی	صلائی حکمران
۱۶	حضرت مولانا سید ابو الحسن علی حسني ندوی	شاہی میں فقیری
۱۷	حضرت مولانا سید ابو الحسن علی حسني ندوی	دعوت عمل
۱۸	حضرت مولانا سید ابو الحسن علی حسني ندوی	شب برأت اور اس کے اعمال...
۱۹	حضرت مولانا سید ابو الحسن علی حسني ندوی	غالد فعل ندوی
۲۰	حضرت مولانا سید ابو الحسن علی حسني ندوی	فقہ و عقنوی
۲۱	حضرت مولانا سید ابو الحسن علی حسني ندوی	سوال و جواب
۲۲	حضرت مولانا سید ابو الحسن علی حسني ندوی	خبر و نظر
۲۳	حضرت مولانا سید ابو الحسن علی حسني ندوی	عالم اسلام
۲۴	حضرت مولانا سید ابو الحسن علی حسني ندوی	روداد اسفر
۲۵	حضرت مولانا سید ابو الحسن علی حسني ندوی	مرا آباد میں چاردن
۲۶	حضرت مولانا سید ابو الحسن علی حسني ندوی	ایپل
۲۷	حضرت مولانا سید ابو الحسن علی حسني ندوی	اہل خیر حضرات کی خدمت میں
۲۸	حضرت مولانا سید ابو الحسن علی حسني ندوی	ناظر شعبہ تیرہ و ترقی

# یہ چمنِ معمور ہو گا نغمہ توحید سے

علامہ اقبال

## موسمِ بہار

مُشْكُنُ الْحَقِّ الْمَدُودِي

رمضان المبارک کی مبارک گھریوں کی آمد آمد ہے، ان مبارک گھریوں میں آپ کتاب سنتے ہیں تو اس میں رمضان المبارک کے فضائل و برکات ہی پڑھ کر سناتے جاتے ہیں، تقریر سنتے ہیں تو اس میں بھی اسی ماہ مبارک کی خیر و برکت کا ذکر ہوتا ہے، اب اظہار و محرومی، اعتکاف ولیت القدر کے فضائل اور آقا کی داد و دینش ہی کے چچے زبانوں پر ہیں، ہم سب روزے سے ہیں، خداوند قدوس کی دی ہوئی حلال روزی سے بھی ہاتھ کھینچ لیا ہے، ان چند گھنٹوں کے لیے جو طلوع صبح صادق سے لے کر غروب آفتاب تک ہی محدود ہیں، یہ تعمی فضا ہے روزے اور رمضان کی، لیکن جن با توفیق لوگوں کو توفیق ملی ہے اور انہوں نے کچھ پہلے ہی سے اس ماہ مبارک کے استقبال کے لیے تیاری کر رکھی ہے، ان پر کچھ اور ہی کیف طاری ہے، زبانیں ہر وقت محبوب حقیقی کے ذکر کر دیا دیتے تھے، آنکھیں اپنی کوتا ہیوں اور زندگی کے بے سود اور لغو بلکہ عصیان و نافرمانی میں گزرے ہوئے لمحات یاد کر کے بھیجی بھیجی رہتی ہیں، رات کی تھائیوں میں ہوتی تحریر اٹھتے ہیں، استغفار والجگا کے الفاظ زبان سے نکالنا اور ادا کرنا بھی مشکل ہو جاتا ہے، یہ سب اس لیے ہو رہا ہے اور ایسوں کو ہو رہا ہے جن کو غم ہے زندگی کے ضائع شدہ لمحات کا، اور وہ کہا کہا ہوا ہے کل کے حاب کا، آقا کے سامنے حاضری اور اپنا کچھ چھاسانے آجائے کا، یہی غم ہے جوان کو بے قرار کئے ہوئے ہے، ایسے لوگوں کو تاپی یکیاں بھی ناقص معلوم ہوتی ہیں ہر وقت احساس اپنی کوتا ہی اور اپنے شخص کا ہی رہتا ہے، یہ احساس نہ ہوتا تو آنسوؤں کی یہ برسات بھی نہ ہوتی ہے

نہ آنکھوں سے لگتی جھڑی آنسوؤں کی  
جو غم کی گھٹا دل پہ چھائی نہ ہوتی

آئیے ہم آپ بھی ایسا کیوں نہ کریں کہ رحمتوں کے اس موسم برسات میں ان اللہ کے نیک بندوں سے مشاہد پیدا کرنے کی صورت ہی بنانے کی کوشش کریں اور کچھ حاصل ہو جائے کہ ہم سب بندے خدا ہی کے ہیں اور خدائے کریم و داتا نے اپناد رحمت، درعفو و کرم، اپنے بھی بندوں کے لیے کھلا رکھا ہے، جو ملتے گا وہ پائے گا، وہ ایسا داتا ہے کہ اس کو مانگنے ہی بلکہ ضدا اور اصرار کر کے مانگنے سے ہی خوشی ہوتی ہے، جبھی تو وہ اپنے خطکاروں کو اطمینان دلاتا ہے، تسلی دیتا ہے، ماہوں ہونے سے روکتا ہے، فرماتا ہے اور اپنے بھی پاک گی زبان سے کہلوتا ہے "قُلْ يَا بَاعِدِيَ الَّذِينَ أَسْرَفُوا عَلَىٰ أَنفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوا مِنْ رَحْمَةِ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ يَعْفُرُ الذُّنُوبَ حُسْبِيْعَاً" (اے پیغمبر میری طرف سے لوگوں سے) کہدو و کہے میرے بندو جھنوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی ہے خدا کی رحمت سے نا امید شہو ناخدا تو سب گناہوں کو بخش دیتا ہے۔ جب آقا خود ہی یہ فرم رہا ہے تو ہم ان مبارک اور الطاف و کرم کے دنوں میں جو پھر نصیب ہوں کہ نہ ہوں کیوں نہ کہیں اور بار بار کہیں ہے

بندہ نواز میری منت کی لاج رکھ لے  
میری نہیں تو اپنی رحمت کی لاج رکھ لے

روزہ تو امیر و غریب سمجھیں گے، ان میں ایسے بہت ہوں گے جو ظہر کے بعد ہی سے اظہاری کے انتخاب اور انواع و اقسام کے جمع کرنے میں مصروف ہو جائیا کریں گے لیکن خدا کے کچھ وہ نادر بندے بھی ہوں گے جن کو دال روٹی اور چٹپتی کے سوا کچھ اور میسر ہی نہیں، دن بھر روزہ سے رہیں گے اپنا کام کا ج کریں گے اور اظہار و محرومی کے وقت خدا کا دیا ہوا سادہ سادہ کھانا کھا کر روزہ رکھیں گے، دن بھر کے تھکے تھکائے بھی ہوں گے اس لیے جب شام کو اظہار کریں گے تو اپنی سادہ اظہاری پر دل کی گہرائیوں سے الحمد للہ کہیں گے، اور ان کی زبان سے شکر و امتنان کے الفاظ لکھیں گے، اور کچھ ایسے بھی ہوں گے جن کو بھرپیٹ یہ سادہ کھانا بھی نہ نصیب

آسمان ہو گا سحر کے نور سے آئینہ پوش  
اور ظلت رات کی سیماں پا ہو جائے گی  
اس قدر ہو گی ترجمہ آفریں باد بہار  
نکھلت خوابیدہ غنچے کی نوا ہو جائے گی  
آہمیں گے سینہ چاکانِ چمن سے سینہ چاک  
بزمِ گل کی ہم نفس بادِ صبا ہو جائے گی  
شبِ افشاںی مری پیدا کرے گی سوز و ساز  
اس چمن کی ہر کلی درد آشنا ہو جائے گی  
دیکھ لو گے سطوتِ رفتارِ دریا کا مال  
موجِ مضطہ ہی اسے زنجیر پا ہو جائے گی  
پھر دلوں کو یاد آجائے گا پیغامِ وجود  
پھر جبیں خاکِ حرم سے آشنا ہو جائے گی  
نالہ صیاد سے ہوں گے نواساماں طیور  
خونِ گلچیں سے کلی رنگیں قبا ہو جائے گی  
آنکھ جو کچھ دیکھتی ہے، لب پہ آسکتا نہیں  
محیت ہوں کہ دنیا کیا سے کیا ہو جائے گی  
شبِ گریزال ہو گی آخر جلوہ خورشید سے  
یہ چمنِ معمور ہو گا نغمہ توحید سے

## انسان کی تلاش

کہا ہے۔  
نقشوں کو تم نہ جانچو، لوگوں سے مل کے دیکھو  
کیا چیز بھی رہی ہے، کیا چیز مر رہی ہے  
انسانیت سے بغلوت  
انسانیت کا صحیح اندازہ اختیار پڑنے پر اور ایسے

حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسن ندوی

موضع پر ہوتا ہے جب ہر قسم کے ذرائع اور موقع حاصل ہوں کہ چوری، گناہ، حق بٹھی کی جائے گمراہانس کے اندر کی کیفیات اس کا ہاتھ پکڑ لیں، جہاں انسانیت کا گلا گھوٹا جا رہا ہو، وہاں انسانیت اپنا جو ہر دکھائے، انسانیت کا اندازہ ہماری موجودہ زندگی کے سانچوں اور مادی ترقی کے پیاسوں سے نہیں ہو سکتا۔ انسانیت درحقیقت ایک بڑا مرتبہ ہے لیکن آج سے پورے سات سو برس پہلے ترکی کی ہے؟ ہم تو سمجھتے تھے کہ انسان کی ایک ہی قسم ہے، اس سے معلوم ہوا کہ انسانوں کی دو قسمیں ہیں، ایک حدود میں ایک بڑے مشہور شاعر اور حکیم گزرے ہیں وہ جو دلکشی میں انسان ہے لیکن حقیقت میں انسان جن کا نام مولا ناروم ہے انہوں نے ایک دلچسپ واقعہ لکھا ہے وہ فرماتے ہیں کہ: ”کل رات کا واقعہ ہے ری ہے، دوسرے وہ جو حقیقت میں انسان ہیں اور ایک ضعیف العرآدی چراغ لئے شہر کے گرد گھوم رہے تھے اور اندر ہری رات میں کچھ تلاش کر رہے وہ کبھی ایسے گم ہوجاتے ہیں کہ ان کو چراغ لئے کر ڈھونڈنے کی ضرورت ہوتی ہے۔

مولانا روم گوسات سو برس ہو چکے، ان کے بعد سے دنیا میں بڑی ترقیاں ہوئیں، ہر شہر میں انسانوں کی تعداد بڑھتی رہی ہے اور آج کی انسانی عاجز آگیا ہوں، میرا پیکانہ صبر لبریز ہو چکا ہے، اب آبادی پہلے سے بہت زیادہ ہو گئی ہے اور اس کی ترقیاں بھی بہت وسیع ہیں۔ آج انسان نے بھلی، کال ہو، میں نے کہا ”بزرگوار! اب آپ کا آخری وقت ہے، انسان کو آپ کہاں تک ڈھونڈیں گے؟ اس عنقا کاملاً آسان نہیں، میں نے بہت ڈھونڈا ہے لیکن ریٹھیو، تی وی اور اسٹم بم سے انسانوں کی ترقی اور خدا اور دیوتا بننے کی کوشش کی، اور کچی پاتی یہ ہے کہ لوگوں نے خدا اور دیوتا بننے کی کوشش کم کی، لوگوں نے انہیں روحانیت کی تاریخ پڑھیں تو معلوم ہو گا کہ لوگ روحانیت سے بلند تر کی مرتبہ کی تلاش میں رہے، اور انسانیت سے بلند تر کی مرتبہ کی تلاش میں رہے، اس کے بالمقابل دوسری کوشش یہ ری کہ انسان کو انسانیت سے گردادی جائے، وہ حیوانی اور نسلی زندگی کا عادی بننے اور دنیا میں مانی زندگی کا روانج ہو۔

ان دونوں کوششوں کے نتائج دنیا میں بھیش خراب ہوئے ہیں جب انسان کو انسانیت سے اٹھا کر

## نماز تراویح میں حفاظ کرام کی عجلت

مولانا اشرف علی حسانی

بعض لوگ تراویح سے جلد فارغ ہونے کے کوکنے کی ضرورت تو ہوتی ہے مگر جب ایک مرتبہ یعنی اس قدر عجلت کرتے ہیں کہ بجا ہے لہم بھی نہیں کوک دی تو پورے چونیں گھنٹے کے بعد وہ بند ہو گی۔ اسی طرح ہماری نماز ہے کہ شروع کر دی تو پڑھتے اور الحیات کے بعد روشنی تو کوئی اللہ کا مشین کی طرح تمام ارکان ادا ہو رہے ہیں۔ السلام بندہ پڑھتا ہو گا اور الحیات بھی بہت تیز پڑھتے ہیں، علیکم ہی پرجا کر ختم ہوتی ہے، خصوصاً تراویح کا ان سب باتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ مقصود صرف قرآن خوانی سمجھتے ہیں اور نماز کو مقصود نہیں جانتے ورنہ تو بہت ہی ناس کرتے ہیں۔ حالانکہ نماز کی ہیئت اس کے اجزاء میں یہ کتر بیوں نہ کرتے اور قرآن کریم اور اس کے تمام احکام سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ بھی اس تیزی سے پڑھتے ہیں کہ بزرگ غور اور بکور کے حضور قلب کی بہت ہی رعایت رکھی گئی ہے چنانچہ کچھ بھجیں نہیں آتا کہ کیا پڑھا۔ غرض یہ خواہش ہوتی ہے۔ وہ اسی لیے ہے کہ جو تکان ہو گئی ہے اس سے ہے کہ جلدی سے خلاصی ہو جائے۔ ایک سرنشیت دار اور ایک ان کے نائب دونوں سکون ہو جائے اور نشاط عواد کرائے تاکہ آئندہ ایک ہی کچھ بھی میں تھے۔ اگر یہ ان کو نماز کے وقت چار رکعت پڑھنے کے بعد تھوڑی دیر بیٹھنے کا قاعدہ تو بالکل بیٹھتے ہی نہیں اور جو بیٹھتے ہیں وہ پالاسا صاحب توانی خشوع و خضوع کے چھوڑ دیتے ہیں۔ آج کل لوگ دو طرح سے ظلم ساتھ اطمینان سے پڑھ کر آتے تھے، اور نائب صاحب بے نمازی تھے، وہ تھوڑی سی دیر میں واپس چار چار پارے پڑھتے ہیں اور بعض تو پڑھتے ہیں آجائے تھے۔ صاحب نے ایک روز پوچھا کہ تم بہت سوائی مگر بہت آہستہ رفتار سے پڑھتے ہیں۔ رمضان آنے سے پہلے کتاب زندگی کا درق ہی پلٹ جائے، لہذا یہ خیال کر کے کس ہوں نہ ہوں یہ لطف کے دن پھر نصیب اور دور بادہ کوڑ چلے گے مبارک گمراں فکر و اہتمام کے ساتھ گزاریں۔

مولانا محمد یعقوب صاحب فرمایا کرتے تھے کہ ہماری نماز کی مثال ایسی ہے جیسی گھری کس

ہو گا، اس لیے جن کو خدا نے نوازا ہے وہ اگر اپنی انواع و اقسام کی فہرست میں کچھ کی کر کے ان غریبوں کا حصہ لگائیں تو ان کے روزوں کا ثواب دو بالا ہو جائے گا اور شاید یہ ادا مالک کو کچھ اسی پسند آئے کہ رمضان المبارک کے سلسلے میں جو فضائل و برکات بیان ہوتے ہیں ان کے بڑے حصہ کو حاصل کرنے کی توفیق و سعادت مل جائے، ہم کو روزہ کے اجر و ثواب کے سلسلہ میں جو سنایا اور بتایا جا رہا ہے اس پر پورا یقین بھی ہوتا چاہئے۔

روزہ دار کے چھلے تمام گناہوں کے معاف کرنے کا ذمہ اس یقین ہی پر فرمایا ہے، فرمایا گیا:

”من صام رمضان ایمانا و احتسابا غفرله ما تقدم من ذنبه۔“ یعنی جو شخص ایمان و یقین اور ثواب کی امید رکھتے ہوئے روزہ رکھے گا اس کے پچھلے تمام گناہ معاف ہو جائیں گے، لہذا روزہ کے

جو فضائل بھی آپ سنیں اس میں قلک نہ ہوتا چاہئے۔ اس کے مٹے کا یقین رکھئے، ہاں اس کا خیال رہے کہ کہیں ہم خود ہی اپنے روزہ کو ایسا ہا قص نہ بنایں کہ اس اجر کے لائق نہ رہیں۔

یہ خیر و برکت اور آقا کی بے پناہ نوازش کی گمراں غفلت میں نہ گز رجائیں، اور اگلار رمضان آنے سے پہلے کتاب زندگی کا درق ہی پلٹ جائے، لہذا یہ خیال کر کے کس

ہوں نہ ہوں یہ لطف کے دن پھر نصیب اور دور بادہ کوڑ چلے گرائی ہونے لگے نہ اس قدر تجھیں ہو کہ قرآن اور مجھ کو نماز کی خوب مشق ہے، پرانا نمازی ہوں اس اور نماز کے حقوق بھی فوت ہو جائیں۔

مولانا محمد یعقوب صاحب فرمایا کرتے تھے کہ ہماری نماز کی مثال ایسی ہے جیسی گھری کس

ہونا چاہئے تھا وہ ہے اور اس کو اس دالے بہت ہیں، لیکن انسانیت کے لئے مرنے دالے کتنے ہیں؟ کتنے ایسے ہیں جن کو حقیقی انسانیت کی فکر ہے؟ آج دنیا میں اگر کسی کو انسانیت کے انحطاط کا احساس بھی ہے تو اس میں یہ جرأت نہیں ہے کہ انسانیت کے لئے آواز اٹھائے، سارے کرہ ارض میں ایک آدمی بھی ایسا نہیں جو انسانیت کے لئے اپنی قربانی دے۔

نفس کا تبخرہ ہے

یہ غرضاً و بے نیازی  
در اصل پیغمبروں ہی کی جرأت تھی، خواہ وہ  
ابراہیم ہوں، یا موسیٰ ہوں یا محمد (اللہ کا درود وسلام  
ہوان پر) کہ انہوں نے ساری دنیا کو چیلنج کر کے  
انسانیت کے خلاف جو بغاوت جاری تھی اس سے

پوری کی روکا، ان کے سامنے دنیا کی لذتیں اور دوستیں لائی جنکس مگر انہوں نے سب کو بھرا دیا، اور انسانیت کے انسانوں کے اوپر دور میں اپنی جان کو خطرہ میں ڈالا، اللہ کے برگزیدہ اور مختار بندوں کی یہ جماعت، جس کو پیغمبروں کی جماعت کہا جاتا ہے، دنیا کو کچھ دینے کے لئے آئی تھی، دنیا سے کچھ لینے کے لئے نہیں آئی تھی، ان کی

کوئی ذاتی غرض نہ تھی، انہوں نے دوسروں کے  
پہنچنے کی خاطر اپنے کو مٹایا، انہوں نے دوسروں کی  
آبادی کی خاطر اپنے گھروں کو اجازا، انہوں نے  
دوسروں کی خوش حالی کے لئے اپنے متعلقین کو  
نقروفاقة میں بھلا کیا، انہوں نے غیروں کو لفظ پہنچایا  
اور اپنوں کو منافع سے محروم کیا۔ کیا دنیا کے رہنماؤں

دُن کی میں ایسی بے غرضی اور خلوص کی مثالیں مل سکتیں ہیں؟ تغیروں نے اپنے اپنے زمانہ میں اپنی اپنی قوموں میں خلش پیدا کی اور ان کو محبوس کرایا کہ موجودہ زندگی خطرہ کی ہے، جو لوگ ایران کے عادی تھے اور مسیحی نیزد سور ہے تھے اور مسیحی نیزد ہی سونا بہت خلاف ہوتے ہیں۔

ذخیرہ اندوزی اور حصول دولت کے دوسرے مجرمانہ نہیں، آج جس انسان کو خدا پرستار ہونا چاہتے ہو رائج پر آمادہ کرتی ہے، اس لئے کہ ان مجرمانہ دولت کا پرستار اور نفس کا غلام بننا ہوا ہے اور اس طریقوں کے بغیر جلد دولت مند بننا ممکن نہیں۔ اس خلاف فطرت غلامی کا احساس بھی نہیں۔

ذہنیت کی وجہ سے ساری دنیا میں ایک مصیبت برپا ہے، دفتروں میں طوفان ہے، منڈیوں میں قیامت کا مظہر ہے، آج انسان جو نک بن گئے ہیں، اور انسان کا خون چونا چاہتے ہیں۔ آج کوئی کام بے غرض و بے مطلب نہیں رہا، آج کوئی شخص بغیر اپنے فائدہ اور مطلب کے کسی کے کام نہیں آتا۔ آج ہر چیز اپنی مزدوری اور فیس مانگتی ہے، کبھی کبھی تو یہ خیال ہونے لگتا ہے کہ درخت کے سایہ میں دم لیں گے تو شاید درخت بھی اپنی فیس اور مزدوری مانگنے لگیں گے۔ اقبال نے کہا ہے:-

ہند کے شاعر و صورت گروافسانہ نویس  
آہ بیچاروں کے اعصاب پہ عورت ہے سوار  
لیکن ان تین طبقوں کی یہ خصوصیت نہیں،  
سب کا حال یہی ہو رہا ہے کہ دولت اور خواہشات  
لئے کا نشہ سوار ہے، آج دولت کاناٹی زندگی کا  
مقصد بن گیا ہے، اور ساری دنیا اس کے پیچھے دیوانی  
وقت کا فرمان یہ ہے کہ نفس کی خواہش  
جائے، دل کی آگ بجھائی جائے، چاہے ا  
کے خون کی نہریں بہتی ہوں، خواہ انسانوں  
ان کی لاشوں کو رومند تے ہوئے گزرننا پڑ  
قومیں اس راستہ پامال ہو جائیں، خواہ ملک  
ویران اور تباہ ہو جائیں۔

لیکن اس میں ذرا تعجب کی بات نہیں،  
برس سے جو تعلیم انسانوں کو دی جا رہی ہے  
تعلیم گاہوں کے ذریعہ ہو یا سینماوں کے ذریعہ ہو  
ادب و شاعری کے ذریعہ، جو ہر ملک اور ہر قوم  
انج ہے، اس کا ماحصل بھی ہے کہ تم من کے  
نقش کے غلام ہو۔

ہے، آج جس انسان کو طالب خدا ہونا چاہئے  
تحت، اس کی معرفت اور محبت سے اپنا ویران دل  
آباد، اپنا اندر ہمرادماغ روشن، اپنی بے مقصد و بے  
کیف زندگی با مقصد اور پر کیف بنانی چاہئے  
تحتی، سارے دل اور دماغ کے ساتھ اس سے محبت  
کرنی چاہئے تھی اور اس کے راستے میں سب کچھ مٹا

کر حقیقی زندگی حاصل کرنی چاہئے تھی، صد حیف کہ وہ انسان حقیقی محبت، اور صحیح معرفت سے محروم ہے، اس لئے زندگی کی اصل لذت سے محروم ہے، حقیقی انسانیت سے محروم ہے، اور افسوس ہے کہ لاکھوں کروڑوں انسانوں کو اس محرومی کا احساس بھی بغاوت کرنے والے بہت ہیں، چھوٹے چھوٹے مسلکوں کے لئے بھوک ہڑتاں کرنے والے

دیوتا بنایا گیا تو دنیا میں بد نعمتی پھیلی اور بڑا فساد برپا ہوا، دنیا میں لوگوں نے جب خدائی کا دعویٰ کیا، یا لوگوں نے ان کو یہ درجہ دیا تو دنیا میں بگاڑھی بگاڑ بڑھتا گیا اور انسانی زندگی میں نئی نئی گریزی پڑیں، جب ایک معمولی سی گھری کسی اتناڑی کے ہاتھ پڑ جاتی ہے اور اس کی مشین میں دخل دیتا ہے تو وہ بگڑ جاتی ہے تو یہ نظام عالم ان معنوی خداوں سے کیے جاتے ہے؟ اس دنیا کے اتنے سائل، اتنے مراحل چل سکتا ہے اور اس کی پچیدگیاں ہیں کہ اگر ایک انسان اس اخلاق اور حالات پر اثر پڑ رہا ہے، نظام شہی میں حقیقی مرکز آفتاب ہو یا زمین، لیکن عملی زندگی میں انسانوں ساری انسانیت اس کے گرد چکر لگا رہی ہے، آج دنیا کو چلاتا چاہے تو یقیناً اس کا انجام بگاڑ ہو گا۔ میرا خشایہ نہیں کہ انسان انسانیت کے دائرہ میں ترقی نہ کرے، بلکہ یہ کہ انسان خدائی کی کوشش نہ کرے، اس نے انسانیت ہی میں کوئی کامیابی حاصل کر لی ہے کہ اب وہ خدائی کی ہوں کرے۔

تو کار زمیں را تکو ساختی کر با آسمان نیز پر داختی مذاہب کی تاریخ بتاتی ہے کہ جب اس قسم کی کوشش کی گئی تو ایسی پچیدگیاں رونما ہوئیں جن کا کوئی علاج نہ تھا، یہ کوشش دنیا کے کوشش گوشہ میں ہمیشہ تحوزے تھوڑے وقفہ سے ہوتی رہی ہے، ایسے لوگوں نے نظرت سے زور آزمائی کی ہے، اور فطرت سے لڑ کر انسان نے ہمیشہ ٹکست ہی کھائی ہے۔

دوسری طرف اکثر ایسے انسان گزرے ہیں جنہوں نے اسے آپ کو جو مایہ جانا ہا۔ اس کو بحثت ہے، اس میں نہ کوئی تکھنی ہے نہ بریک اور نہ اس کے بڑھنا کہا جائے۔

لڑھتے چلے آرہے ہیں اور روز بروزان کی رفتار کے گرد گردش کر رہا ہے۔ مگر اس کرہ ارض پر بننے والے ہوتی جا رہی ہے۔ ہماری زمین کا یہ کہ ضرور آفتار کے گرد گردش کر رہا ہے۔ انسان مادیت اور معدہ کے گرد چکر لگا رہا ہے، زمین گردش کا انسانوں کے اخلاق اور معاملات پر کوئی نہیں پڑتا لیکن انسانوں کی اس گردش کا تمام دنیا۔

اس وقت مرد شماری کے خانوں میں کوئی ایسا خانہ نہیں کہ جو لوگ اپنی انسانیت کی قدر کرتے اور اس کو صحیح طور پر استعمال کرتے ہیں، اس میں ان کا اندر ارج کیا جائے مگر آپ خود ہی الصاف سمجھے کہ آپ کے چاروں طرف زندگی کا جو طوفان امدا ہوا ہے اس میں کتنے انسان ہیں جن کو انسانیت کا احساس ہے، جو یہ سمجھتے ہیں کہ ہمیں صرف ایک معدہ اور پیٹ ہی نہیں دیا گیا ہے بلکہ اللہ نے انسان کو روح بھی دی ہے، دل بھی دیا ہے اور دماغ بھی عطا کیا ہے، جن کو ہم ہمیشہ نظر انداز کرتے اور ان کے صحیح استعمال سے بچتے ہیں، ہم جسی خواہشات اور مادی ضروریات کے ریلے میں ایسے بھے چلے جا رہے ہیں، جیسے ایک گاڑی اپنے اختیار سے باہر باہر لڑھک رہی ہو، جس پر کسی کا کوئی قابو نہ ہو، میں اور سمجھا کر کہوں یوں سمجھے کہ انسانیت ایک سائیکل ہے اور وہ سائیکل ایک ڈھلوان پل پر سے پھسل رہی ہے، اس میں نہ کوئی تکھنی ہے نہ بریک اور نہ اس کے دنیا نہیں دو گروہوں میں ٹھی ہوئی ہے، چند آدمی ہیں جو خدائی کے دعویدار ہیں اور جن کو دیوتا بننے کا شوق ہے، باقی اکثر وہ انسان ہیں جو چوپا یوں اور درندوں کی سی زندگی گزار رہے ہیں، اس لئے اس زمانہ کا بگاڑ ہر زمانہ کے بگاڑ سے بڑھ گیا ہے، اور زندگی عذاب جان بن گئی ہے۔

زیادہ روپیہ حاصل کر سکتا ہے؟

جنہوں نے اپنے آپ کو چھوپایا جانا ان کو بحیثیت انسان کے اپنی ترقی کا کوئی احساس نہیں ہوا، اپنی انسانیت، اپنی روحانیت اور خداشناکی کو ترقی دینے کا ان کو کبھی خیال نہیں ہوا، دنیا میں زیادہ تعداد انہیں انساتوں کی رہی ہے، اس زمانہ کی خصوصیت یہ ہے کہ اس میں یہ دونوں بغاوتیں یہ دونوں عیوب اور یہ دونوں فساد جمع ہو گئے ہیں، اس وقت تقریباً ساری جمیل پر کسی کا ہاتھ ہے۔ جغرافیہ کی برلنی تعلیم یہ ہلاتی تھی کہ زمین چٹی جیبوں سے کس طرح روپیہ نکال کر اپنی جیب بھر جائے اتنا ہی نہیں بلکہ تھوڑے سے تھوڑے و قدر میں زیادہ سے زیادہ دولت مند بننے کی کوشش کی جائے، دولت مند بننے کی کوشش تمدن اور سوسائٹی لئے اتنی معزز نہیں جتنا جلد دولت مند بننے کی ہوئے، یہی ہوس، رشوت، خیانت، فساد، چور بازار

# انسان کا مقام و مرتبہ اور خواص کی ذمہ داری

حضرت مولانا سید محمد راجح حسین ندوی

کر سکتے ہیں، ہمیں شکردا کرنا چاہئے اس نعمت پر کر جو اللہ نے اسلام کی صورت میں ہم کو عطا کر دیا ہے، ہم نے ترکوں کو دیکھا کہ وہ اس پر اللہ کا بہت شکردا کرتے تھے، بات بات پر وہ کہتے کہ اللہ علی نعمت الاسلام، بھی ترک اسلام لانے سے پہلے کیے خونخوار تھے اور پوری دنیا میں باہمی چائے ہوئے تھے لیکن اللہ نے ان کو اسلام کی دولت عطا کی پھر اسلام کی حفاظت و تقویت کی انہوں نے جو خدمت کی، وہ بہت غیر معمولی رہی، ہمیں اپنا جائزہ لیتے رہتا چاہئے کہ ہم کس حد تک مسلمان ہیں اور مگر مانی تندگی تو نہیں گزار دے ہیں، اگر گزار دے ہیں تو تو قب کریں اور عمدہ کریں کہ اللہ کے حکموں اور اس کی رضاۓ و پسند کی باتوں پر عمل کرتے ہوئے زندگی گزاریں گے۔

اللہ تعالیٰ نے اس حقیقت کو اپنے کلام مقدس میں ظاہر فرمادیا ہے کہ انسان خود اپنی حقیقت کو جانتا ہے، فرمایا: **بَلِ الْإِنْسَانُ عَلَى نَفْسِهِ بِحِسْبِهِ، إِنَّمَا** اپنے اندر کی بات سے خود واقف ہے، اس طرح اس کی خود یہ ذمہ داری بن جاتی ہے کہ وہ اپنے کو اپنے اندر کی خرابیوں سے چھانے کی فکر کرے، اس کو اچھے اور برے عمل کا حساب دینا ہو گا اور جزا و سزا کے مرحلے سے گزرنا ہو گا، جزا و سزا کے معاملہ میں اپنے رحم و کرم کا معاملہ رکھا ہے، وہ اس طرح ہے کہ اللہ تعالیٰ یہی پر ٹوپ دس گناہ بلکہ اس سے بڑے کر سات سو گناہ سکے بڑھا دتا ہے، لیکن بدی کرنے کے نتیجے میں ایک گناہ رکھا ہے اور اگر بدی نہیں کی صرف ارادہ کیا تھا تو کوئی گناہ نہیں، پھر تو پر کوئی نعمت بنایا ہے کہ کتنے ہی بڑے گناہ کے ہوں چچے دل سے تو پر کریں جائے تو سب گناہ معاف، اس کے نئے سرے سے مسئلہ شروع ہو گا، حدیث میں آتا

پیش نظر تحریر وہ جسم کشا اور پہ مغز خطاب ہے جو حضرت مولانا مدد طلب نے سفر گجرات کے دوران ایک عمومی پروگرام میں گودھرا کے مسلمانوں اور علمائے دین کی ایک بھاری تعداد کے سامنے ارشاد فرمایا۔ (قارئین اس سفر کی رواداً گزشتہ شاہراہ میں پڑھ کچے ہوں گے) اس اہم خطاب میں انسان کے مقام و مرتبہ، اس کی حیثیت و مقصد تحقیق اور آخرت میں ایک ایک عمل کی جزا و سزا پر بڑی مؤثر روشی ڈالی گئی ہے۔

اس فیضی خطاب میں علمائے دین کی اصل پیچان، ان کی ذمہ داریوں اور قوم و ملت کی رہنمائی میں ان کے کدار کی طرف بھی توجہ مبذول کرائی گئی ہے اور یہ سب ایسے لشیں انداز میں ہے جس سے صرف پڑھ کچھ حضرات بلکہ عام مسلمانوں کو بھی سمجھ رoshni اور رہنمائی حاصل ہو سکے گی۔

یہ اہم خطاب حضرت مولانا دامت بر کاظم کی نظر ہائی اور حذف و اضافہ کے بعد ہدیہ قارئین کیا جا رہا ہے، امید ہے کہ اسے پوری توجہ اور اہمیت کے ساتھ پڑھا جائے گا۔ (ادارہ)

الذریعۃ نے انسان کو مٹی سے بنانے کو ہو گی، لیکن مٹی سے پیدا کر کے اس کو اس کی یہ حیثیت مدنظر کھوئے کے عیش باغ قبرستان میں بنا دی کہ وہ جب اللہ کی پسند کے کام کرے گا تو بڑی ہوئی۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند کرے، بلندیوں تک جا سکتا ہے، اور گھٹیا کام کرے گا تو اپنے اور گندگیوں کو ہضم کرتی ہے، اسی کے ساتھ اپنے میں تھیں تین اور مٹی والے مقام میں ہی رہے گا۔

تو ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم سمجھیں کہ ہم بھی غیر معمولی سطح کی عطا کی کہ اس جذب و طلب کو صحیح طریقے سے خالق و مالک کی مطابق کرے تو ویرباد ہو جانا ہے یا بلندی کی طرف بڑھتے ہوئے بڑی صلاحیتوں کا ثبوت دے سکتا ہے۔

انسان کا اعلیٰ مقام تک ہو چکنے کی فکر کرنا ہے جس کی لیے اللہ تعالیٰ نے ہمیں کوشش کرنے کا حکم دیا ہے ہم دیکھیں کہ ہم اس کی طرف کتنی توجہ کر رہے ہیں، اللہ نے ہم کو مسلمانوں یعنی اللہ تعالیٰ کے ذریعہ وہ آسمان کی بلندیوں تک پہنچ سکتا ہے، اس ذات اعلیٰ و برتر نے انبیاء کو انسانوں میں سب کے پسندیدہ دین والوں میں پیدا کیا اور اس طرح ہم سے اونچا درجہ دیا، اور انسانوں کو دوسرا ساری زمینی کو بلا قربانی و مشقت مسلمان ہونے کی نعمت حاصل ہو گئی، ہم غور کریں کہ اللہ نے ہمیں اس راستے پر ڈال تھوڑات میں سب سے اونچے مقام تک ہو چکنے کی صلاحیت دی، اس طرح اس مخلوق کا مقام کتنا اونچا دیا کہ جس راستے پر چل کر بلند سے بلند مقام حاصل

زندگی پر ایمان، اور پیغمبروں کی رسالت کے اقرار کے سوا کوئی چارہ نہیں، یہی ہماری دعوت ہے اور یہی ہماری جدوجہد کا مقصد۔

ان کا جو فرض ہے وہ اہل سیاست جانیں میرا پیغام مجتہ ہے جہاں تک پہنچ  
☆☆☆☆☆

## دعاۓ مغفرت

☆ ندوہ العلماء کے مشیر قانونی جتاب اقبال احمد صاحب ایڈوکیٹ کی ہمیشہ اور آزاد انجینئرنگ کالج (لکھنؤ) کے ذمہ دار جتاب سہیل احمد صاحب کی والدہ محترمہ سیدہ قریب جہاں کا ۰۷ رسالہ کی عمر میں ۱۰ جولائی ۲۰۱۴ء کو انتقال ہو گیا، اناللہ وانا الیہ راجعون۔

توفین لکھنؤ کے عیش باغ قبرستان میں صاف کہتے ہیں کہ دنیا مدرسی خود کشی کی طرف جا رہی ہے، یہ راستہ انسانیت کی جاتی کا راستہ ہے، میں مسجد سے سیدھا اٹھ پر نہیں آیا بلکہ کتب خانوں کے راستے سے، مطالعہ کے راستے سے اور معلومات کے راستے سے، اس حقیقت کا اظہار نہ کریں تو یہی ایک خیانت ہو گی، جہاں فیضی اس کی اجازت نہیں دیتا کہ ان کے اس احسان کو نہ تلاش جاؤ نہیں نہ انسانیت بر کریں۔

جب دنیا میں ایک انسان اسے نہیں کہہ سکتا کہ اللہ

میں اس دنیا کو اکھلارہا ہے اور وہی بندگی اور اطاعت کا

ستھن ہے، آپ نے اس حق کا اعلان کیا اور اس آواز کو

بلند کیا آج دنیا کے ہر حصے سے آواز بلند ہو رہی ہے

اور جب کوئی آواز سننے میں نہیں آتی تو یہی آواز کا نون

میں آتی ہے، آج سماں آواز تمام دنیا میں پھیل گئی ہے۔

آپ کی تھیم اور آپ نے جو کچھ دنیا کو عطا

کیا، وہ انسانیت کا مشترک سرمایہ ہے جس پر کسی قوم کی

لئے اس وقت خدا کے یقین اس کے خوف، دوسرا

چاہیتے تھے، انہوں نے پیغمبروں کی اس دعوت اور حیثیت کے خلاف سخت احتیاج کیا اور بڑی شکایت کی کہ انہوں نے ہمارا عیش مکدر کر دیا اور ہماری نیند خراب کی۔ لیکن جو گھر میں آگ لگی ہوئی دیکھتا ہے وہ ترس نہیں آتا، پیغمبروں انسان کے حقیقی ہمدرد تھے، وہ دنیا کو خوب خوش سے بیدار کرنا اپنا فرض سمجھتے تھے، دنیا کے گمراہ رہنماؤں اور نفس کے بندوں نے دنیا کو مار فیا (Morphia) کے الجھن و نے اور سب آپ کا فیض ہے۔

پہار آپ جو دنیا میں آتی ہوئی ہے سب پوہنچیں کی لگائی ہوئی ہے سب پوہنچیں کی چوت پر کہتے ہیں کہ تم دنیا دوستو! ہم اس موجودہ نظام زندگی کو چھوپ کرتے ہیں، ہم لوگوں سے ذمکی چوت پر کہتے ہیں کہ تم دنیا کو آج جتنا بلند سمجھتے ہو وہ اتنی ہی پست ہے۔ ہم اونان حقیقی انسانیت کو سمجھے۔

پیغمبر اسلام کی شخصیت

ہمارے سامنے سب سے زیادہ ممتاز اور سب سے زیادہ واضح اور روشن، سب سے زیادہ بلند مرتبہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی ہے اگر ہم اس حقیقت کا اظہار نہ کریں تو یہی ایک خیانت ہو گی، جہاں فیضی اس کی اجازت نہیں دیتا کہ ان کے اس احسان کو نہ تلاش جاؤ نہیں نہ انسانیت بر کریں۔

☆ ندوہ العلماء کے بھی خواہوں اور جو دنیا ایلیہ راجعون۔

توفین لکھنؤ کے عیش باغ قبرستان میں صاف کہتے ہیں کہ دنیا مدرسی خود کشی کی طرف جا رہی ہے، یہ راستہ انسانیت کی جاتی کا راستہ ہے، میں مسجد سے سیدھا اٹھ پر نہیں آیا بلکہ کتب خانوں کے راستے سے، مطالعہ کے راستے سے اور معلومات کے راستے سے، اس حقیقت کا اظہار نہ کریں تو یہی ایک خیانت ہو گی، جہاں فیضی اس کی اجازت نہیں دیتا کہ ان کے اس احسان کو نہ تلاش جاؤ نہیں نہ انسانیت بر کریں۔

جب دنیا میں ایک انسان اسے نہیں کہہ سکتا کہ اللہ

میں اس دنیا کو اکھلارہا ہے اور وہی بندگی اور اطاعت کا

ستھن ہے، آپ نے اس حق کا اعلان کیا اور اس آواز کو

بلند کیا آج دنیا کے ہر حصے سے آواز بلند ہو رہی ہے

اور جب کوئی آواز سننے میں نہیں آتی تو یہی آواز کا نون

میں آتی ہے، آج سماں آواز تمام دنیا میں پھیل گئی ہے۔

تم انگریزی داں ہو، میں

انگریزی داں ہوں

میں سارے یورپ سے خم نہوں کر کہتا ہوں

کہ تمہارا پورا نظام زندگی غلط ہے، اور وہ انسانیت کو

ہاکت کی طرف لے جا رہا ہے، میرا دعویٰ ہے اور

پورے استدلال اور یقین کے ساتھ کہتا ہوں کہ دنیا

کی نجات پیغمبروں ہی کے راستے میں ہے اور دنیا کے

لئے اس وقت خدا کے یقین اس کے خوف، دوسرا

آپ کی تھیم اور آپ نے جو کچھ دنیا کو عطا

کیا، وہ انسانیت کا مشترک سرمایہ ہے جس پر کسی قوم کی

لئے اس وقت خدا کے یقین اس کے خوف، دوسرا

آپ کی تھیم اور آپ نے جو کچھ دنیا کو عطا

کیا، وہ انسانیت کا مشترک سرمایہ ہے جس پر کسی قوم کی

لئے اس وقت خدا کے یقین اس کے خوف، دوسرا

آپ کی تھیم اور آپ نے جو کچھ دنیا کو عطا

کیا، وہ انسانیت کا مشترک سرمایہ ہے جس پر کسی قوم کی

لئے اس وقت خدا کے یقین اس کے خوف، دوسرا

آپ کی تھیم اور آپ نے جو کچھ دنیا کو عطا

کیا، وہ انسانیت کا مشترک سرمایہ ہے جس پر کسی قوم کی

لئے اس وقت خدا کے یقین اس کے خوف، دوسرا

آپ کی تھیم اور آپ نے جو کچھ دنیا کو عطا

کیا، وہ انسانیت کا مشترک سرمایہ ہے جس پر کسی قوم کی

لئے اس وقت خدا کے یقین اس کے خوف، دوسرا

آپ کی تھیم اور آپ نے جو کچھ دنیا کو عطا

کیا، وہ انسانیت کا مشترک سرمایہ ہے جس پر کسی قوم کی

لئے اس وقت خدا کے یقین اس کے خوف، دوسرا

آپ کی تھیم اور آپ نے جو کچھ دنیا کو عطا

کیا، وہ انسانیت کا مشترک سرمایہ ہے جس پر کسی قوم کی

لئے اس وقت خدا کے یقین اس کے خوف، دوسرا

آپ کی تھیم اور آپ نے جو کچھ دنیا کو عطا

کیا، وہ انسانیت کا مشترک سرمایہ ہے جس پر کسی قوم کی

لئے اس وقت خدا کے یقین اس کے خوف، دوسرا

آپ کی تھیم اور آپ نے جو کچھ دنیا کو عطا

کیا، وہ انسانیت کا مشترک سرمایہ ہے جس پر کسی قوم کی

لئے اس وقت خدا کے یقین اس کے خوف، دوسرا

آپ کی تھیم اور آپ نے جو کچھ دنیا کو عطا

کیا، وہ انسانیت کا مشترک سرمایہ ہے جس پر کسی قوم کی

لئے اس وقت خدا کے یقین اس کے خوف، دوسرا

امتحان میں نہیں ڈالا، اسی طرح تعلیم کی راہ پر ڈالا  
اور اپنے علم دین کے راستے میں لگایا کہ ہم اس دن  
کی ذمہ داری انجام دیں، اللہ تعالیٰ نے اپنی مرضی کے  
مطابق زندگی گزارنے کی ذمہ داری ہمارے اوپر ہی  
ڈالی ہے، اور یہ اس لیے کہ اللہ کی مرضی کے علم کی  
جو خدمت کر سکیں، ہم کرس، اور وہ خدمت یہ ہے کہ  
ہم اس علم کا حمچا کرس، اور کوشش کرس کہ یہ علم  
جاری ہو اور ہماری زندگیاں اس کے مطابق ہوتی  
چلی جائیں، "الْأَفْلَيْلَغُ الشَّاهِدُ الْغَائبُ فَرَبُّ  
مِلْعُونِيْنَ مِنْ سَامِعٍ" ارشادِ نبوی ہے، اللہ نے  
فیصلہ فرمادیا ہے کہ انبیاء کا کام سامتِ انجام دے گیا ہے  
کام تو انبیاء دوائے کرے گی لیکن انبیاء نہیں کہا جائے گی۔  
اس لیے کہ نبوت کا دروازہ بند ہو چکا ہے، اللہ  
کا صاف ارشاد ہے: "مَا كَانَ مُحَمَّدًا أَبَا أَحَدٍ مِنْ  
رِجَالِكُمْ وَلَكِنْ رَسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّنَ".  
آج ہم جو یہ دیکھتے ہیں کہ بہت سے لوگ  
دین سے برکت ہیں، وہ اصلاح دین سے مذاقنت کی  
بناء پر برکت ہیں، انہیں دین سے واقف کرنے کی  
ضرورت ہے اور یہ ہماری ذمہ داری ہے کہ ہم انہیں  
تھک کے جن حساب پر اسکے

کے متعلق فرمایا گیا:  
”تاکہ لوگ بعد میں یہ نہ کہیں جب ان سے  
پوچھے گا کہ تم نے اس دین پر عمل کیوں نہیں  
پڑا، کہیں کہ ہمیں اس کے تعلق سے باتانے  
نہیں، جن لوگوں کے بیچ میں ہم رہ رہے ہیں  
نہ کہیں کہ ہمیں کوئی سمجھانے والا آیا ہے۔“  
حضرت ابو بکرؓ پر جب خلافت کی ذمہ داری  
ساف طور سے فرمایا: ”أين نقص الدين وانا  
کہ ہمارے زندہ رہتے کیا یہ ممکن ہے کہ دین  
پیدا کر دیا جائے..... (بقرہ صفحہ ۱۳۲ اور پر)

کیتی کرتے ہوئے نہیں دیکھتا، علم اور مشاہدے پر آدمی کام کرتا ہے اسی لیے اولاد کے لیے خاندانی پیشوں کو اختیار کرنا زیادہ آسان ہوتا ہے۔

وہرا علم معاد ہے، یہ علم آخرت میں فائدہ دے گا، دنیاوی زندگی میں بھی اس سے فائدہ حاصل ہوتا ہے، آخرت کا علم بہت ضروری علم ہے، کیونکہ اس کا تعلق اس زندگی سے ہے جو ختم ہونے والی نہیں ہے۔

مثال کے طور پر آگے خندق ہے، اور آپ کو خندق کا علم نہیں تو آپ خندق میں گر پڑیں گے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”ہمارا تمہارا معاملہ ایسا ہے کہ تم آگ کی طرف جا رہے ہو اور ہم تمہارا دام پکڑ پکڑ کر ہٹا رہے ہیں“، اہل دنیا یہ سمجھتے ہیں کہ آدمی مر، ختم ہو گیا، اسی لیے وہ مرنے کے بعد کی زندگی کی فکر نہیں کرتے لیکن جو اس کے نتائج سے واقع ہے، وہ علم معاد کو اہمیت دیتے ہیں، جب علم صحیح طور پر حاصل نہیں ہوتا تو خشیت نہیں پیدا ہوتی، قرآن مجید میں ہے: ﴿إِنَّمَا يَخْشَى اللَّهَ مِنْ عِبَادِهِ الْمُلْمَأَةُ﴾، حقیقت سے واقف ہو جانا علم ہے، جیسے انگارے کی خاصیت جلاتا ہے، کوئی اگر ہتھیلی پر انگارہ رکھ دے تو ہتھیلی جل جائے گی اور آبلے پڑ جائیں گے، وہ جی پڑے گا، یہ تو انگارے کی حقیقت سے واقفیت کا نتیجہ ہوا جو علم اللہ اور اس کے رسول نے عطا کیا اس کو اس طرح سمجھیں تو اس کے جانے سے بھی بھی اثر ہو گا۔

آخرت کا علم اور اس کا تصور برائیوں سے روکتا ہے، اس ختم ہونے والی زندگی میں انسان ستر سال یا اسی سال اگر بہت ہو تو نو سال اور ملیڈ چند برسوں تک زندہ رہتا ہے ورنہ پچاس، سانچھ سال میں ہی لوگ جانے لگ جاتے ہیں، پھر نہ ختم ہونے والی زندگی شروع ہوتی ہے، وہ زندگی بہت بڑی اور اہم ہے، ”وَالآخِرَةُ خَيْرٌ وَابْقَى“ لیکن آخرت کا تصور کمزور ہو تو در حقیقت وہ ایمان کے

بے: "النَّاَبُ مِنَ الذَّنْبِ كَمْ لَا ذَنْبَ لَهُ"۔ زندگی کے لحاظ سے دو مرحلے رکھے ہیں: ایک دنیا کی حمد و مری هم مرنے کے بعد شروع ہونے والی زندگی کی عمر جس کی انتہا نہیں رکھی، اس طرح دنیا اور آخرت دو گھر ہوئے، دنیا کا گھر ختم ہو جانے والا اور آخرت کا گھر یاتی رہنے والا ہے، لیکن آخرت کے گھر میں جنت کی نعمت کا حصول ان لوگوں کے لیے ہے جو اللہ کے ہتھے ہوئے احکام پر دنیا میں چلتے ہیں، دنیا کے گھر کی جو بھی راحتیں ہیں اور وسائل ہیں وہ بـ اللہ کی طرف سے ہیں۔ اس ذات القدوس نے حق رزق دیا، ہر کام کی لیاقت، طاقت اور صلاحیت دی، اب آدمی ان کا استعمال غلط کاموں میں کرے اور اللہ کے کاموں میں نہ لائے تو یہ اس کی تائیکری ہے، اور اس تائیکری کا انجام آخرت کے گھر میں سزا کی صورت میں دیکھنا ہوگا۔

اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی کوشش کو دیکھتا ہے، بندہ کوشش کرے اللہ تعالیٰ اس کی کوشش قبول کرتا ہے اور اس کو صلح دیتا ہے، تو اصل چیز اللہ کے حکموں پر چلنے ہے اور جن چیزوں کی ضرورت پڑتی ہے اس کا سامان اللہ نے فراہم کر رکھا ہے، اس پر اس کے تائیکری ذمہ داری یہ ہے کہ اس کی خوشنودی کے مطابق عمل کیا جائے اور وہ یہ ہے کہ اس کا بتایا ہوا صحیح و جائز طریقہ اختیار کرے، غلط اور ناجائز طریقہ ناخیار کرے۔

جزاء و سزا کا اصل معاملہ آخرت کے لیے اللہ نے مؤخر کیا ہے، تیک عمل اختیار کرنے کے لئے ہم کو دیکھنا ہے کہ جو جنیں اللہ نے فرض کی ہیں ان پر ہمارا عمل کتنا ہے، کتنے ہیں جنماز پڑتے ہیں، اور جو پڑتے ہیں وہ کس حد تک ٹھیک طریقے سے حرتوں و استغفار کریں۔

گودھرا میں علماء سے خطاب علامہ سے خطاب کرتے ہوئے حضرت علامہ سے خطاب کرتے ہوئے حضرت مدظلہ نے فرمایا:

کوئی چیز ایسی نہیں ہے جو اتفاقاً میں ہو، کوئی چیز بے فائدہ اللہ نے پیدا نہیں کر کائنات اور جو کچھ اس میں ہے اس کے نتائج تکلیف کے ان سب سے وہ ذات اعلیٰ و اقدس ہے، وہ علیم بھی ہے اور خبیر بھی ہے، اس نے بنائی ہے اور اس کی پوری حقیقت سے وہی آگئی اس میں سے تھوڑا سا علم اور واقفیت انسان دی "عَلَمَ الْأَنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ" اور "عَلَمَ بِالْأَنْتَامِ" اور "عَلَمَ بِالْأَنْتَامِ" اس کے سب کچھ اللہ نے واضح فرمادیا، قلم کے ذریعہ علم کو جاری و باقی رکھا ہے، علم ترقیات و اکتشاف اور زندگی کے معاملات میں واقفیت کا بڑا ذریعہ علم کی بنیاد پر جو کام انجام دیے جاسکتے ہیں وہ کی بنیاد پر نہیں دیے جاسکتے۔ علم قلم کے ذریعہ تک متعدد ہوتا ہے، آج ہم اس کی بدولی و تابعیں وغیرہم کے علم سے فائدہ اٹھا رہے ہیں، علم کی دو قسمیں ہیں، زمینی اور معلومات کا علم، جس سے ہم اپنی دنیاوی میں فائدہ اٹھاتے ہیں، اس علم کی ضرورت ہم کو پڑتی ہے، روح کو اس کی ضرورت نہیں پڑتی کو زمینی معاملات میں زندہ رہنے اور آرام گزارنے کے لیے جس چیز کی ضرورت تھی نے زمینی علم کے ذریعہ مہیا کر دی ہے، یہ تحقیق سے حاصل ہوتا ہے اور اس سے زیاد اس کے دیگر واقف کاروں کی تحقیقات و معلم حاصل کرنا ہوتا ہے جو قلم کے ذریعہ کتابوں میں ہے اور بنیادی طور پر آدمی دوسروں کو دیکھ کر حاصل کرنا ہے مثلاً انسان کیستی نہیں کر سکتا ہے پڑھتے ہیں، زکوٰۃ کرنے لوگ دیتے ہیں، دیکھنے میں آتا ہے کہ خدا ہم اور یہاں کے موقع پر خوب خرج کر الولیکن زکوٰۃ کے نام پر تھوڑا دینا بھی مشکل معلوم ہوتا ہے، ان میں حضور ﷺ سے محبت کا خوب اظہار ہے اور آپ ﷺ کی سیرت کا مطالعہ اس میں مجذبات و کمالات پڑھ کر بہت خوشی ہوتی ہے لیکن سے مطالعہ اس حیثیت سے نہیں کیا جا رہا ہے کہ خوشی وغیرہ میں آپ کا کیا طریقہ ہوتا تھا، پڑوسیوں، مریضوں، کمزوروں کے ساتھ آپ کا کیا معاملہ ہوتا تھا، اور یہ کہ زندگی کے مختلف معاملات میں جو کام بھی کرنا ہے وہ اللہ کے لیے کرنا ہے کیونکہ ان کا اجر و ثواب بے وہ عمل کرنے کے مطابق ملے گا، مثلاً مسجد بنانے پر بڑے اجر کا وعدہ ہے لیکن شرط یہ گلی ہوئی ہے کہ وہ اللہ کے لیے ہو، فرمایا: "مَنْ بنَى لِلَّهِ مسجداً بَنَى اللَّهُ لَهُ بَيْتَ فِي الْجَنَّةِ" ہم نیکی اختیار کرتے ہیں لیکن بارہا نیکی کرتے وقت اللہ کے لیے نیکی کرنے کا استھنار نہیں ہوتا، حالانکہ نیت کرنا اعمال کی روح ہے، ہم برائیوں میں جملاء ہو رہے ہیں خالہ کم ہی آتا ہے کہ توبہ کریں اور برائیوں کو چھوڑیں، جواہروں، اسراف، چوری، زنا، جھوٹ، غیبت یہ سب برائیاں معاشرے میں ایسی عام ہو گئی ہیں کہ ان کی برائی کا دھیان بھی بہت کم ہوتا ہے اور نیکی کرنے میں اصول یہ ہے کہ جب عمل اللہ کے لیے نہیں ہو گا جا بے وہ نیک عمل ہو اس میں ثواب نہیں ملے گا، اور جو عمل اللہ کی نافرمانی کا ہو گا اس پر سزا ہو گی، اللہ نے دن کو بہت آسان بنا دیا ہے اس پر عمل کرنے میں کوئی دشواری اور محنت و مشقت نہیں، ہمیں کرنا یہ ہے کہ جو بھی اچھے کام کریں وہ اللہ کے حکم اور اس کی رضاۓ کی طلب کی نیت سے کریں، اور جو غلطیاں سرزد ہوں ان میں تو وہ استغفار کریں۔



ذرا تارہ تاریا جائے تو چھٹی ہو جائے گی، مسئلہ ختم، اصل تو ہماری آواز ہے، لا ڈا اسیکر کی نہیں تو اسی طرح معاملہ اللہ کا ہے، وہ جب چاہے ہے اور جب چاہے ہے لے، مثلاً کوئی شیر و انی پہن کر آئے، عمدہ حسم کی ہو، بڑی فٹ، بگر ہو کی اور کی، بے چارہ کسی سے مانگ کر لایا اور پہنکن لی، لیکن بدن پر اس کے بڑی فٹ ہے اور لوگ تعریف پر تحریف کر رہے ہیں کہ کیا شیر و انی ہے، واہ واہ، ماشاء اللہ، تو شیر و انی پہنے والے کو ایک لمحے کے لیے بھی یہ خیال نہیں آتے گا کہ شیر و انی سیری ہے، اس لیے کہ وہ جانتا ہے کہ ادھار لے کر آیا ہوں ابھی اتنا دینی ہے، ابھی وہاں جا کر واپس کرنا ہے، تو تعریف کی حیثیت بھی تو اسکی ہی ہے لیکن جب آدمی ہم جیسا ہو تو گذرنے کا خطرہ ہوتا ہے کہ میں قابل تعریف ہوں، تسبیح تو میری تعریف کی جارتی ہے۔ یہ بھی اس حد تک ٹھیک تھا، ابا اجھے تھے، دادا اجھے تھے لیکن دادا با کے مشاہدہ آپ نے کیا ہوگا، لیکن رسم تعارف اگر صرف ہے، مولانا روم نے بھی کہا تھا۔

مولانا سید عبداللہ حسني ندوی

## ہماری اصلاح کیسے ہو؟

ذل کا مضمون اور گنگ آباد (مہاراشٹر) کے جلسے کے یہاں غلد وغیرہ کی کمی ہوتی ہے تو جس کے پاس جو کچھ ہوتا ایک جگہ لا کر اکٹھا کر لیتے اور سب مل کر کھا اصلاح معاشرہ میں کمی گئی تقریر ہے، عزیزی لیتے، اسی طرح قوم و برادری کی اچھی پیچان ہوئی عبد اللہ پرتا گزہی نے جنم الاشاق کے تعاون چاہیے، فلاں برادری کے لوگ جنم کے بغیر شادی سے شب رکارڈ سے نقل کیا، مولانا محترم کی نظر ہانی کے بعد عذر نذر قارئین ہے۔ (ادارہ)

### تعارف کم تعریف زیادہ

ایک رسم تعارف کی جمل پڑی ہے اور یوں بھی پہلے سے ہی بہت سی رسیں چلی آ رہی ہیں، کچھ کا مشاہدہ آپ نے کیا ہوگا، لیکن رسم تعارف اگر صرف تعارف کے لیے ہو تو حرج نہیں مگر اکثر تعارف کم تعارف کا نتیجہ ہوتا ہے مونا تازہ ہوتا ہے اور انسان اپنی تعریف زیادہ۔ تعارف کی اجازت ہے تعریف کی اجازت نہیں، حدیث سے تو ایسا ہی معلوم ہوتا ہے، اس لیے اللہ کے نیک بندے دل پر اسی محنت کرتے ہیں کہ مدح و ذمہ کا اس پر اثر نہ ہو، مادھ و ذام نظر آتے ہیں یکساں دونوں۔

اس طرح چاہے کوئی ان کی کمی ہی تعریف کرے، چاہے کوئی کتنی بھی برائی کرے دونوں ان کے بھی معلوم ہوتی ہے اور مصلحت بھی، اسی کے پیش نظر اگر برادریوں میں، قوموں میں، مختلف علاقوں میں ہیں کہ یہ اس کی تعریف ہے جس نے مجھے سب کچھ دیا رہئے اور یعنی والوں میں آپس میں تعارف ہوتا ہے، بولنے کی طاقت دی اور سمجھانے کی صلاحیت دی، جگڑے نہ ہوں لیکن وہاں بھی تعریف شروع ہو جاتی ہے کہ یہ برادری بہتر ہے اور وہ برادری کمتر ہے۔ جیسے یہ لا ڈا اسیکر لگا ہوا ہے، اس کی آواز دور تک معلوم ہو جائے، نہیں تو شرمندگی اخلاقی پڑے گی، جب تعارف سے جہاں ہے تو جگڑے شروع ہو گئے۔ اچھا ہے اور اس پر لا ڈا اسیکر اترانے لگے کہ میں بہت یہ سوچ ہو جاتی ہے تو آدمی ٹھیک ہو جاتا ہے۔ اس سکے اصلاح معاشرہ کا اتنا ہی ہے کہ دل ٹھیک ہو جائے،

صف بندی اور حماز آرائی ہو رہی ہے، مغربی تمدن سے جنگ واریں مسلم حکمراؤں کے درمیان جادوں خیال میں انسانی قدروں کا نام و نشان نہیں، بلکہ یہ ہر اس آہنگی و بھیتی، مساوات اور تبادلہ افکار کا ماحول عام نظام کی مخالفت کرتی ہے جس میں ثابت شدہ اصول ہو گا، اور وہاں امن و شادی کے روح پرور جھوٹ کے عقائد ہیں اور مغربی تمدن سے جنگ واریں کو اپنے موقف کو بدلتا چاہتے، اور حکمت و مفاہمت کی روشن اختیار کرنی چاہتے۔ تمام نرمائی مسائل کو گفت و شنید کے حرث اگریز صورت حال وہ ہے جس میں مسلمان ایسے ذریعہ حل کرنے کی کوشش کرنی چاہتے اور ان تمام نظام سے دوچار ہیں جس میں مسلمان آزادی سے وقت صرف ہو رہی ہے اور وہ تحریر اور اصلاح کے بجائے اپنے دفاع پر مجبور ہیں۔ اس صورت حال کا بنیادی سبب یہ ہے کہ فریقین کے درمیان اختلاف کا اتفاق ہے، افکار و خیالات اور نظریات کے مخالف ہوتے ہیں حتیٰ کہ اپنے ملکی حقوق بھی ادا نہیں کر سکتے۔ بلکہ اور فرانس کے کارروائی کی جائے تو پہلے خوب غور کر لیا جائے۔ اگر ایسا کیا گیا تو ضائع ہونے والی قوتوں کے سرچشمتوں کی حفاظت ہو سکتی ہے اور انسانی طاقتلوں کو بروئے تازہ حالات اس کی بین دلیل ہیں جہاں پر وہ پر پابندی عائد کردی گئی ہے۔

اتہاز و حاقداری اور دورخانہ پہن کا سہ رویہ زندگی کے ہر مدنیں میں اپناجاہار ہے، ایک طرف میں اتحاد و اتفاق اور الفت و محبت کے گل والا کھلے نظر آئیں گے اور تمام قوی عناصر باہم شر و شکر ہو کر تمام امن کا پرچم لہراتے ہوئے دکھائی دیں گے۔

☆☆☆☆☆

(بیانہ صفحہ اراکا)..... ہماری ذمہ داری دو ہری ہے ایک تو ہمارے ایمانی بھائی ہیں کہ ان کو ایمان کی مضبوطی کی طرف توجہ دلائیں، دوسرا ذمہ داری غیروں کی ہے یعنی انسانی برادری کی، جو ایمان سے بالکل بخوبی ہے، ہم پر یہ ذمہ داری نہیں ڈالی گئی کہ ہم انہیں ایمان قبول کریں، اور وہ ایمان قبول کریں لیکن یہ ذمہ داری ضروری ہے کہ ایمان کی بات ان تک پہنچائیں، اور یہ ذمہ داری علماء کی ہے، مدارس اسی لیے ضروری ہیں کہ علماء انہیں سے پیدا ہوتے ہیں اور مدارس کے تحفظ کے لیے ضروری ہے کہ اس میں حکومت کی مداخلت بالکل نہ ہو، اور اس کی دستور ہندنے ہم کو اپنے مذہب کے مطابق عمل کرنے اور ادارے قائم کرنے کی اجازت دی ہے، مسلمانوں کو بھی دین پہنچانے کی ذمہ داری اسلام اعلاء کی ہے، اور غیروں کو بھی زیادہ تر علماء کی ہے، مدارس کی حفاظت کی ذمہ داری ہم سب مسلمانوں پر آتی ہے تاکہ علماء پیدا ہوتے رہیں جو دین کا علم حاصل کریں اور دوسروں تک پہنچائیں، اللہ کی بات غلط نہیں ہو سکتی جو اس نے علماء کے تعلق سے کہی ہے کہ اللہ کے بندوں میں علم والے ہیں جیسے جمال اللہ کی خیث رکھتے ہیں "انما يحشى الله من عباده العلماء" اگر خیث نہیں ہے تو سمجھنا چاہئے کہ ہمارا علم ناقص ہے، اور جو پڑھا اور جانا اس پر یقین کمزور ہے، اس کے ساتھ حالات اور زمانے کے تقابلوں پر نظر رکھنا اور اس میں شریعت ہماری کیا رسمائی کر رہی ہے اس سے بھی دلکش ضروری ہے، اس کے ساتھ حالات اور زمانے کے تقابلے بھی پورے کرنے کی طرف توجہ ہو بہر حال، ہم لوگوں کے لیے عزت و شرف کی بات ہے کہ اس نے دین کے راستے پر ہم کوڈا اب ہماری ذمہ داری ہے کہ اس کی قدر کریں اور اس کو صحیح طور پر عمل میں لائیں، یہ باتیں بطور تذکرہ کے کہ دی گئیں، اللہ تعالیٰ عمل کی توفیق عطا کرے۔

☆☆☆☆☆

ذرا تارہ تاریا جائے تو چھٹی ہو جائے گی، مسئلہ ختم، اصل تو ہماری آواز ہے، لا ڈا اسیکر کی نہیں تو اسی طرح معاملہ اللہ کا ہے، وہ جب چاہے ہے اور جب چاہے ہے لے، مثلاً کوئی شیر و انی پہن کر آئے، عمدہ حسم کی ہو، بڑی فٹ، بگر ہو کی اور کی، بے چارہ کسی سے مانگ کر لایا اور پہنکن لی، لیکن بدن پر اس کے بڑی فٹ ہے اور

صرف بندی اور حماز آرائی ہو رہی ہے، مغربی تمدن سے جنگ واریں مسلم حکمراؤں کے درمیان جادوں خیال میں انسانی قدروں کا نام و نشان نہیں، بلکہ یہ ہر اس آہنگی و بھیتی، مساوات اور تبادلہ افکار کا ماحول عام نظام کی مخالفت کرتی ہے جس میں ثابت شدہ اصول ہو گا، اور وہاں امن و شادی کے روح پرور جھوٹ کے عقائد ہیں اور مغربی تمدن سے جنگ واریں کو اپنے موقف کو بدلتا چاہتے، اور حکمت و مفاہمت کی روشن اختیار کرنے کے اس کو ختم کر دیا جائے، سب سے زیادہ فریق ہر مسئلہ میں ایک دوسرے کے خلاف صاف آرا ہو جاتے ہیں۔ اور چھوٹے چھوٹے مسئللوں میں حصہ داری ہو جاتے ہیں، اس میں مسلمانوں کی طاقت و قوت صرف ہو جاتے ہیں، اس میں مسلمان آزادی سے اپنے عقائد پر عمل نہیں کر سکتے اور نہ ہی آزادانہ اظہار بجائے اپنے دفاع پر مجبور ہیں۔

اس صورت حال کا بنیادی سبب یہ ہے کہ فریقین کے درمیان اعتماد کا اتفاق ہے، افکار و خیالات اور نظریات کے جادوں کا عضور مفتود ہے اور حلم و برداشتی کی حقیقت ہے۔ بلکہ اور فرانس کے کارروائی کی حقوق بھی ادا نہیں کر سکتے۔ پوری اور فرانس کے کارروائی کی وجہ سے خانہ پوری اسلامی دنیا میں اسی رویہ کی وجہ سے خانہ جنگ اور حماز آرائی کی صورت حال سے دینی شعور رکھنے والا اور وہ مسلم حکمراؤں کے درمیان حماز آرائی کا بازار گرم ہے۔ اسی طرح مسلم حکمراؤں اور مسلم علیاں میں ایک ایسا مشکلار و خوشنوار ماحول تیار ہو گا جس میں اتحاد و اتفاق اور الفت و محبت کے گل والا کھلے نظر آئیں گے اور تمام قوی عناصر باہم شر و شکر ہو کر تمام امن کا پرچم لہراتے ہوئے دکھائی دیں گے۔

☆☆☆☆☆

خاطب کے کہتا مولا نا تو سمجھتے کہ کسی اور کوآواز دی سوچ نمیک ہو جائے اور اگر نہ دل نمیک ہونے سوچ، جاری ہے، اور اگر کوئی کہتا قسم! تو فوراً متوجہ دونوں بڑے پیشہ میں گاڑی کے تو گاڑی کدر چلی جائے پڑیں اور اس وقت ہو یہی رہا ہے، ہماری سوچ بدل گئی ہے، سوچ اس طرح بدل گئی ہے کہ آج کل جلوں میں بے جا تعریف کی جاتی ہے۔

**کہ دانہ خاک میں مل کر گل**

ہو گئی ہے، کہتے ہیں میں کچھ نہیں ہوں خاکسار ہوں،

**گلزار ہوتا ہے**

ہمارے حضرت مولا نا (علیٰ میاں ندویٰ) ناجیز ہوں اب اگر کوئی دوسرا کہہ دے، حضرت خاکسار صاحب، بھروسہ کیجئے چہرے کا رنگ کس طرح ایک مرتبہ کہیں جا رہے تھے، راستے میں پوشرٹگا ہوا تھا جس میں بڑے بڑے القاب لکھتے ہوئے تھے حضرت مولا نا نے فرمایا کہ پوری ہندوستانی تاریخ میں چند ہی ہوں گے جن پر یہ القاب فٹ ہو سکیں، ایسے تو کوئی کیا بنا ہوا ہے، کوئی کیا بنا ہوا ہے اور آج کل تو خود پسندی و خود غرضی اتنی بڑھ گئی کہ اگر دوسرا مقام عطا فرمایا ہے۔ اس کو سننے کے لیے کہتے ہیں کہ کہاں لبی دعا کریں گے تو لوگ متاثر ہوں گے، کہاں منھ سے تو بہت زور سے کہیں گے اور اندر سے ہے لبی نماز پڑھیں گے تو لوگ جال میں پھنسیں گے، کہ پلٹ کر آئیں گے اور کہیں گے کہ نہیں حضرت کہاں تقریر لبی کریں گے اور اس میں نکتے ناہیں گے تو لوگ پھنسیں گے، مقصود لوگوں کو پھانسا ہے کہ آپ تو بہت بڑے آدمی ہیں آپ کو اللہ نے بہت بڑا ہے اور تقریر اسی کر رہا ہے گویا اس سے بڑا کوئی مصلح پیدا ہی نہیں ہوا۔ تو اسکی اصلاح سے کیا فائدہ؟ اس کے بیٹھے کی شادی ہو رہی ہے، خوب خرچ کر رہا ہے اور تقریر اسی کر رہا ہے گویا اس سے بڑا کوئی مصلح پیدا ہی نہیں ہوا۔ تو اسکی اصلاح سے کیا فائدہ؟ اس کی کوئی کتاب، ہر ایک کوڈ انشا ہر ایک کو کہنا کہ آپ غلط ہیں مگر اپنے کو دیکھتے نہیں:

نحو جعل کی جب میں بڑے چہرے کے سکھ تھوں کے عجبہ نہ  
پڑی اپنی براں میں بر جو نظر تو نہ، میں کوئی برانہ رہا  
ہے۔ حضرت مولا نا محمد احمد کوئی نے دیکھا کہ وہ  
ایک بات اپنے اوپر نظر پڑتی ہے تو کوئی برانہ رہا  
لیکن اپنے اوپر نظر پڑتی نہیں۔ آدمی کے لیے اللہ ہوں۔ "اس کو برائیں سمجھ رہے ہیں بلکہ شرمندہ  
میاں نے ایسا نظام بنایا ہے بہت غور طلب بات ہے  
ہو رہے ہیں۔ دوسرا کے عجب کو دیکھ کر اپنے عجب  
کر کوئی انسان ایسا نہیں جو اپنے چہرے کو دیکھ لے۔ یاد آ جائیں تو سمجھو کہ اب راستے پر لگ گئے اور اگر  
چہرہ سب سے قریب ہے لیکن سب سے دور، دوسرا کے ہی عجب دیکھتے رہے تو سمجھو کہ ہم خود  
آنکھیں اپنے کو دیکھ نہیں پاتیں، چہرے کو دیکھ نہیں سر پا بیمار ہیں، تو اصلاح کریں گے کیا؟ جو خود بیمار ہو تو  
پاتیں۔ دوسرا کا چہرہ نظر آتا ہے اس لیے آدمی کی  
نظر دوسرا کے عجب پر پہلے پڑتی ہے۔ اسی لیے کہا  
کی اصلاح ہوئی چاہیے، یہ اتنا بڑا امر ہو گیا ہے کہ  
آج کل ہر شخص مصلح بنا ہوا ہے اور صاحب کوئی ہوتا ہے  
کہ چہرے کو دیکھ کر اپنਾ چہرہ سمجھا جائے تو بات بن  
نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ صاحب بن جاؤ۔  
مل خود بہت گڑ کھانا تھا، ایک ہفتہ تک چھوڑ دیا، اب  
جائے لیکن ہم دوسرا کے چہرے پر ایک کرہ

تھے۔ پھر ان کا حال یہ تھا کہ کہتے تھے کہ میں تو کچھ نہیں  
جاری ہے، اور اگر کوئی کہتا قسم! تو فوراً متوجہ  
ہوئے، یہ ہے تو اوضع، یہی حال حضرت مولا نا علی  
حال تیرا جال ہے، مقصود تیرا مال ہے  
میاں ندویٰ کا تھا اور بار بار دیکھا کہ عالمی شخصیت  
کیا خوب تیری چال ہے، لاکھوں کو اندھا کر دیا  
ہو کر سادگی اور تواضع آخری درجہ میں، لیکن اب  
اب آج کل جو حال ہے، وہ جال ہے اور  
معاملہ برکس ہو گیا ہے کہ تو اوضع تعریف کے لیے  
کہ دانہ خاک میں مل کر گل  
ہو گئی ہے، کہتے ہیں میں کچھ نہیں ہوں خاکسار ہوں،  
ناجیز ہوں اب اگر کوئی دوسرا کہہ دے، حضرت  
کیا خوب تیری چال ہے، لاکھوں کو اندھا کر دیا  
تو آج کل کا حال جو ہے، ہوں والا ہے،  
بدلتا ہے، ہوتا تو یہ چاہیے کہ دوسراے اگر برائی کریں  
جانتے ہیں کہ کہاں روئیں گے تو لوگ متاثر ہوں گے،  
کہاں لبی دعا کریں گے تو لوگ متاثر ہوں گے، کہاں  
منھ سے تو بہت زور سے کہیں گے اور اندر سے ہے  
لبی نماز پڑھیں گے تو لوگ جال میں پھنسیں گے،  
کہ پلٹ کر آئیں گے اور کہیں گے کہ نہیں حضرت  
کہاں تقریر لبی کریں گے اور اس میں نکتے ناہیں  
گے تو لوگ پھنسیں گے، مقصود لوگوں کو پھانسا ہے کہ  
ہمارے ماننے والے، ہمارے چاہنے والے ہی نہیں،  
ہم کو پہریدیں دینے والے، ہمارے پیچھے چلنے والے، ہم  
کے نیک بندے تھے ان کا حال واقعی یہی تھا ذرا  
مبالغ نہیں۔ حضرت مولا نا محمد احمد صاحب کوئی نے  
حضرت مولا نا کے پاس ایک صاحب آئے اور اپنے  
وقائع پیش آتے رہتے ہیں۔ جیسے ہمارے  
حضرت مولا نا کے پاس ایک صاحب آئے اور اپنے  
دیکھا ہے، ان کی محبت میں جانے کا اللہ نے موقع  
دیا ہے، یہ شعر کہتے تھے۔

میرا یہ ہے اعجاز کہ میں کچھ بھی نہیں ہوں  
مجھ کو ہے اس پر ناز کہ میں کچھ بھی نہیں ہوں  
جب یہ حال بن جائے کہ میں کچھ بھی نہیں  
ہوں، تب ہے بات! اور مولا نا کا یہ حال تھا۔ اور مولا نا  
نے فرمایا کہ آج کل کا حال سن لیجیے کہ کیا ہے؟ خود  
میں کہاں ان کی بہنچ ہے، تو آج سارا معاملہ بھی ہے  
زیادہ سے زیادہ میرا بیٹا ہے۔ زبان نہ جانے کی وجہ  
سے بے مکربلات وہی ہے حضرت مولا نا قاسم نا نوتوی  
بندے، بزرگ ان کی خدمت میں جایا کرتے تھے۔  
حضرت مولا نا علی میاں ان کی خدمت میں جایا کرتے تھے  
بچاننا مشکل ہوتا کرتے ہیں اور کوئی بدل رہی ہیں۔

## نور کے تڑ کے میں

سید عبدالرب صوفی

میں نور کے تڑ کے میں جس وقت اخواں سوکر  
اللہ کی رحمت کے دروازے کھلے پائے

آتی تھی ندا ہیم جو مانئے والا ہو  
ہاتھ پہنچنے عقیدت سے آگے مرے پھیلانے  
جور زق کا طالب ہو میں رزق اسے دوں گا  
جو طالب جنت ہو جنت کی طلب لائے

جس جس کو گناہوں سے بخشش کی تھا ہو  
وہ اپنے گناہوں کی کثرت سے نہ گھبرائے  
وہ مائل توبہ ہو میں مائل بخشش ہوں  
میں رحم سے بخشوں گا وہ شرم سے پھختائے

وہ کشت طلب یوئے، میں بارش رحمت ہوں  
میں دیکھ نہیں سکا کھتی کوئی مر جائے

یہ سن کے ہوئے جاری آنکھوں سے میری آنسو  
قصت ہے محبت میں روتا ہے آجائے  
اے ابر کرم میری سوکھی ہوئی کھتی ہے  
گلزار تمنا پر رحمت کی گھٹا چھائے

آقائے گدا پور سائل ہوں ترے در پر  
میں اور تو کیا مانگوں تو ہی مجھے مل جائے  
صوفی ہے ترا بندہ غفلت ہے شرمende  
حاضر ہے ترے در پر سر شرم سے نہ ہو اکیف

ڈالا گما کچھ لٹکریوں کورات کی ڈیوٹی کے لیے معین  
کیا گما ان میں شاہ صاحب بھی تھے، اور لٹکری  
تو کچھ درجاؤ کر سوئے، شاہ صاحب احسان ذمہ  
داری میں جائے رہے، اتفاق سے بادشاہ کو دوست  
مرتہ کوئی ضرورت پیش آئی، اس نے شاہ صاحب تھی  
یہ مہینہ تو خیر کی استعداد بڑھانے کے لیے اللہ کا

ایک تحفہ تھا جس کی ناقدری عام طور پر ہم سب سے  
کو مستعد پا دیا، صح ہوئی تو اس نے شاہ صاحب  
کو عطاۓ خاص سے نوازا، اسی لمحان کا دل دنیا سے  
کے لیے تیاری کی جائے، کہاں کہاں سے پانی مرہا  
سرد ہو گیا، ایک مجازی بادشاہ کی ایک رات کی  
خدمت کا یہ صلہ ہے، مالک حقیق کے لیے راتیں  
تربان کی جائیں تو اس کا صلد کیا ہو گا، جو کچھ ملا تھا اسی  
وقت فقراء میں تقسیم کرو دیا، پھر باد الہی میں ایسے  
مشغول ہوئے کہ قرب خاص سے نوازے گئے  
کیا جائے، اچھی طرح سے اپنے آپ کو نہ لالا جائے،  
اور ایک مخلوق کو فائدہ پہنچا۔

آج دلوں کی بستیاں اسی اجزی ہیں کہ ایسے  
پردے ڈال دیئے جائیں لیکن وہ اندر کا بھیدی ہے،  
مبارک مہینہ میں بھی بہار نظر نہیں آتی، رحمت الہی میں  
”جل الانسان علی نفیہ بصیرۃ و توانی  
کی طرح برستی ہے لیکن دل کی زمین میں روئیدگی پیدا  
نہیں ہوتی، عبادت پر رسیت غالب آتی جاتی ہے،  
ہے چاہے وہ کیسے ہی اعذار تاشے)

یہ مبارک ترین مہینہ اس کام کے لیے موزوں  
شینہ کا موجودہ نظام بھی اسی کی ایک علامت ہے،  
ترین ہے، ایک ایک دھبہ صاف کیا جائے، دل کے  
بندوں پرست ہے، چائے کے لیے انگلی ٹھیاں گرم ہیں  
لیکن دلوں کی انگلی ٹھیاں سرد ہیں، ادھر نماز ہو رہی

ہے ادھر بیڑی پی جا رہی ہے، سگریٹ کے کش لئے  
میں اب تک اگر کوئی تھی تو معاومت کا عزم کیا جائے،  
جنہیں چھوٹوں میں گیا لوگ سب  
چھوڑ چھاڑ بھاگ کر رکعت نہ چھوٹنے پائے،  
جائے، اب تک اگر کسی کی حق تلفی ہو رہی تھی تو ادا ایسی  
اور حدیہ ہے کہ تراویح ہو رہی ہے اور مسجد ہی کے  
کی کوشش کی جائے، اگر کوئی بری عادت پر کھنچتی تو اس

”سرے کونے میں دوچار لوگ بیٹھے فضول با توں  
سے خلاصی کا یہ بہترین زمانہ ہے، اللہ کی رحمت خاصہ  
میں مشغول ہیں، غبہت ہو رہی ہے، بہتان طرزیاں  
بھی متوجہ ہے، دلوں کی دنیا بھی بدی ہوئی

کی جا رہی ہیں، دن میں بھی روزہ کا نئے کے لیے  
ہے، عبادتوں کا ایک جشن عام ہے اگر اب بھی نہ  
خلاف مشاغل اختیار کے جارہے ہیں، یہ زمانہ  
یکوئی کا تھا لیکن عجیب بات ہے کہ دنیا کے جھیلوں

☆☆☆☆☆

اور دماغوں میں غور و فکر کی صلاحیت بڑھ جاتی ہے،  
اور عام طور پر لوگوں میں خیر کار رجحان پیدا ہو جاتا  
ہے اور خود فضا اسی بن جاتی ہے کہ معلوم ہوتا ہے کہ  
خیر و برکت کا ایک شامیانہ ہے جو ہر ایک کو اپنے  
سائے میں لیتا چاہتا ہے، پرے مبارک ہیں وہ لوگ  
جو پہلے دن سے اس کا استقبال کرتے ہیں پھر اس کا  
ایک ایک لمحہ تیقیتی سمجھتے ہیں، ان کے روز و شب اسی  
ہے لیکن نہیں کرتا، جو راست بھلک سکتا ہے لیکن نہیں  
بھکلت، نفس اس کے ساتھ ہے جو اس کو برائی پر آمادہ  
کرتا ہے لیکن وہ نفس کو ملامت کرتا ہے اور آہستہ  
کی نمازوں کی کیفیت، ان کی تلاوت کا سوز، ان کی  
آہستہ خود اس کا نفس، نفس لواہ بن جاتا ہے  
دعاؤ مناجات، ان کا حال، ان کا قال، ان کی دنیا ہی  
دوسری ہوتی ہے، ضرورت مندوں کی خبر گیری،  
مزالی مخلوق ہے جس کا اشرف الخلقات کا امتیاز طا  
یہ اللہ کی خاص رحمت ہے تمام اپنے چاہئے  
والے بندوں پر کھیر کی استعداد بڑھانے اور بھلائی  
کا رنگ چڑھانے کے لیے اس نے زندگی کی تمام  
ضروریات کے ساتھ ایک نظام بندگی بھی عطا  
فرمایا ہے تاکہ اس کی پابندی کر کے انسان اپنے رب  
سے قریب ہو اور حقیقی کامیابی حاصل کر سکے، پاچ  
وقت کی نمازیں اور رمضان کے روزے اس نظام  
بندگی میں ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتے ہیں،  
پھر تمام مہینوں میں رمضان المبارک کو یہ خصوصیت  
من ذنبہ و ماتاخر (جو شب قدر میں ایمان و یقین  
حاصل ہے جو کام مہینوں کا ہو وہ گھنٹوں میں  
کے ساتھ ثواب کی لائج میں کھرا ہوتا ہے اللہ تعالیٰ  
اوہ گھنٹوں کا ہو وہ متنوں میں ہو جاتا ہے، پھر کھنٹوں  
کی خالق نے اس کا مادہ نہیں رکھا، یہ صرف انسان  
کی خصوصیت ہے، اس کے مسودہ ملائک ہونے کا راز  
بھی یہ ہے کہ وہ غلطی کر سکتا ہے لیکن نہیں کرتا، وہ  
خوکر کھاتا ہے لیکن سمجھتا ہے، وہ گناہ سے قریب ہوتا  
ہے لیکن اللہ کا خوف اس کو گناہ سے روکتا ہے،  
ہو سکتا، اسی مہینہ میں کلام الہی نازل ہوا، شیاطین اس  
ہیں کے سوائے راتوں کو جائے کے اور ان کے لے  
مہینہ میں قید کر دیئے جاتے ہیں، جس کے نتیجہ میں  
جو کچھ ملتا ہے اسی پر ملتا ہے، حضرت شاہ علم اللہ  
لش امارہ کا مقابلہ آسان ہو جاتا ہے، تحریکی بات  
ہے کہ پڑے پڑے سرکش لوگوں کو اس مہینہ میں رام  
صاحب کے انقلاب حال کا والقہ کہ اسی نعمت کا  
گا تو کرے گا کیا، کمال تو اس کا ہے جو غلطی کر سکتا  
ہے، لٹکر شاہی میں ملازم تھے، کسی سفر میں رات پر ادا

## عبادتوں کا جشن عام

مولانا سید بلاط عبدالحی حسینی ندوی



..... اور ہر طرح کے مال و مہاتع کی پیشکش کرتے رہے تو قاطمہ نے کہا کہ میں مال و دوست اور عربی راحت و نجت پر نہیں روری ہوں بلکہ عمر کی زندگی کا ایک واقعہ یاد آ رہا ہے اس لیے روری ہوں، ان دونوں بھائیوں نے پوچھا کہ وہ کیا واقعہ تو قاطمہ نے کہا، ایک بار دیکھا کہ رات میں نماز کی حالت میں کھڑے ہیں، دروان نمازیاً ہے پڑھی تھوڑے نیکوں الناس کا الفراش المبتوٰ و نیکوں الجان کلیفہن المتفوٰش پھر وہ تھے رہے اور ایسا گیریہ طاری ہوا کہ یہوں ہو گئے جی کہ ہمیں اندریش ہونے کا کشاپروج پرواز کر گئی، اللہ اکبر!

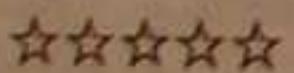
جب ان کے بھائی یزید بن عبد الملک تخت

خلافت پر آئے تو انہوں نے ان کے سارے زیورات والپیں کردیئے تو قاطمہ نے کہا ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا کہ عمر کی زندگی میں ان کی مطیع ذفر ماتبردار بن کر رہوں اور انتقال کے بعد بدلا جاؤں ہمیں اس کی ضرورت نہیں، لہذا یزید نے ان زیورات کو اپنی خواتین میں تقسیم کر دیا اور وہ اپنی نگاہوں سے یہ منتظر رکھتی رہیں۔

اس پاکیاز، پاک طینت خاتون پر اللہ کی بے پایاں رحمت و سلامتی ہو۔

اس موقع پر جگ طریق میں یاہدین کو پانی پلاتے ہوئے شہید ہونے والی قاطمہ پر کہا ہوا علماء اقبال مرعوم کا یہ شعر بے اختیار یاد آ رہا ہے

قطرہ تو آبردے امت مرجم ہے  
ذرہ ذرہ تیری مشت خاک کا مصوم ہے



اہل ایمان اس رات میں وزہ سے افضل ہے۔ (لٹائف: ۲۰۲-۲۰۱)  
اور خیر کی توفیق کے لیے، اپنے لیے، اپنے آل داولاد کے لیے، اپنے عام مسلمان بھائی بہن کے لیے اور اپنے ملک وطن کے لیے جملہ بھائی کو خاطب فرمائی اپنی امت کو ہدایت کی ہے کہ اور عربی خیر کی دعاء بارگاہ الہی میں کریں، اسی طرح "شعبان کی پندرہویں شب میں اللہ تعالیٰ کے حضور نوافل پڑھو اور وہ کروزہ رکھو۔" (ابن ماجہ)  
اپنے مرحوم رشتہ داروں، عزیزوں، مرحوم نیکوکار مسلمانوں بالخصوص علماء مسلماء، اور شہداء امت کے این رجب نے کہا ہے کہ پندرہویں شب میں شعبان کا روزہ رکھنا منوع نہیں ہے بلکہ جائز ہے کیوں کہ مغفرت، رحمت اور بلندی درجات کی دعاء پندرہویں شب میں شعبان ایام یعنی میں سے ہے اور ایام بعد دل، اللہ تعالیٰ سے کریں، یہ بات قابل ذکر ہے کہ اس شب کی منقول اور ماٹور دعاوں میں سے

ب سے مؤثر اور زبان کے لیے آسان دعا یہ ہے: (لٹائف: ۲۱۲) لیکن امام ابن تیمیہ نے صرف تھا پندرہ تاریخ کو روزہ رکھنا مکروہ قرار دیا ہے (افتقاء الصراط المستقیم) اس لیے پندرہ تاریخ کو روزہ رکھنے والے کے لیے مناسب یہ ہے کہ وہ شعبان کی تیرہ، الداعمة فی الدنیا والآخرۃ۔ (ماتحت بالسنہ)

ای طرح سلف میں سے اکثر حضرات جیسے حضرت عمر فاروق اور حضرت عبداللہ بن مسعود صحیح احادیث سے ثابت ہے۔ (مسند احمد، سنانی) دفتر ہما کے بارے میں منقول ہے کہ یہ حضرات اس ان احادیث، آثار اور اقوال سلف کا تھاماً شب میں درج ذیل دعاء پڑھتے تھے:

اللهم ان كنت كبتنا اشقياء فامحه، واكبا ثابت شده اعمال خير (نماز، ذکر و تلاوت، دعاء سعلاء، وان كنت كبتنا سعداء فاثبتنا فانك نمحو من شفاء و تبت، و عنديك ام الكتاب۔

**نفلی دوزہ**

حضرور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم رمضان المبارک غیر اسلامی رسم سے اجتناب اور احتیاط بہت ضروری ہے تاکہ ہم تمام اس مبارک رات و دن کی سعادتوں، رحمتوں اور برکتوں سے پورے طور پر میں روزے رکھا کرتے تھے، حضرت عائشہ، حضرت ام سلمہ اور حضرت اسامة سے اس سلسلہ میں متعدد احادیث مروی ہیں، اس بناء پر فقہاء کرام کا قول ہے کہ شعبان کے کسی بھی دن روزہ رکھنا افضل ہے امام ابن رجب نے اس سلسلہ پر سیر حاصل منتگولی والے ہیں اور گمراہیوں سے بچانے والے ہیں۔

اہل ایمان رجب نے اس سلسلہ پر سیر حاصل منتگولی ہے اور دلائل سے ثابت کیا ہے کہ "شعبان کا روزہ

چنانچہ حضرت انس سے منقول ہے کہ جب شعبان کا ہے، لہذا اس جیسے عمل پر کوئی گرفت اور سمجھنیں کی جاسکتی۔ (مجموعۃ الفتاوی) بہر کیف اسلاف یہ، لیکن سب میں طویل قراءت اور طویل رکوع کرام سے اس رات میں نماز اداہیں (چورکت) ہو جاتے اور تلاوت میں منہک کا بھی معمول منقول ہے، اس کی تفصیل یہ ہے کہ روایت میں چودہ رکعت والی نفلی نماز کا ذکر ہے۔ (باقی) اس شب کی نفلی نماز کی بڑی عظمت احادیث و آثار میں بیان ہوئی ہے، حضرت حسن اور مصیبتوں سے محفوظ رہنے کی نیت سے دور رکعت فارغ ہو جاتے۔ (لٹائف) لیکن ذکر و تلاوت میں ریا و نماش اور نہاد و نہود سے احتراز بہت ضروری ہے، خلوص ولہیت مطلوب ہے اور یہی زیادہ تواب کا باعث ہے، کی رات پڑھ کا تو اللہ تعالیٰ اس کی طرف ستر ذکر و تلاوت

نفلی نماز کے بعد ذکر الہی اور تلاوت قرآن حضرت خواجه نظام الدین اولیاء کا ارشاد کس قدر قابل توجہ ہے وہ فرماتے ہیں کہ "شب برأت میں کوئی بھی ضرورت پوری فرمائیں گے اور کم تر ضرورت اپنے گھر میں صرف ایک سارہ پڑھے یہ اس کے لیے میں تیراکہ اور حوقہ لیجئی "لا حاول ولا قویة الا مسجد میں پورا قرآن ختم کرنے سے بہتر ہے۔"

### دعا، و مناجات

آج کی مبارک شب میں نماز و تلاوت کے اخلاص، سورہ فلق، سورہ ناس، سورہ دخان اور سورہ بعد اللہ تعالیٰ سے لوگانہ، توبہ و استغفار کرنا اور دعاء لیں اور آیۃ الکری کی تلاوت کا اہتمام بھی اس اور سرمه و خوبصورگ کر مسجد میں قیام اللیل (نفلی نماز) کیا کرتے تھے، حضرت اسحاق بن راہویہ نے ان مذکورہ بالاحضرات تابعین کی موافقت کی ہے اور اس نفلی نماز کے سلسلہ میں فرمایا ہے کہ "یہ بذعنہ ہوئے اور آپ نے چودہ رکعت نماز ادا کریں"۔ (لٹائف العارف) نیز علامہ قرقی الدین بن صلاح نے کہا ہے کہ "اس نماز کی سورہ فاتحہ، سورہ اخلاص، سورہ فلق اور سورہ ناس چودہ (الحمد، اس نفلی نماز کی حقیقت و حیثیت کے سلسلہ میں علامہ ابن حلاوت کی"۔ (باقی)

تیمیہ کا فتوی "امتحام جلت" کے قابل ہے، وہ اس شب میں صلحاء امت سے تین مرتبہ (ایک مرتبہ دو روزی عمر، دوسرا مرتبہ مصیبت سے حفاظت اور سلف کی ایک جماعت سے منقول ہے کہ وہ اس "پانچ راتوں (حمد کی رات، عیدین کی رات، رجب کی پہلی رات اور پندرہویں شب میں کا معمول بھی منقول ہے میں تھا نماز پڑھنے والے کے لیے سلف کا عمل" البتہ اس شب میں اور پورے ماہ شعبان میں کثرت حلاوت مقصود ہے اور امت کا بھی معمول چلا آ رہا ہے

# سوال و جواب

مفتی محمد ظفر عالم ندوی

کے مطابق اس رات کوئی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا جلت  
لبیج جانا اور ہاں درون مومنین اور شہداء کے لیے  
ایصال ثواب اور دعاء مغفرت کرتا تھا تھا۔

**سوال:** ماہ شعبان میں قلن روزوں کی کیا اہمیت  
ہے؟ کیا حدیث نبوی سے شعبان میں کثرت سے قلن  
روزے رکھنے کا بیوت ملتا ہے؟

**جواب:** ماہ شعبان میں کثرت سے قلن روزے رکھنے

اوکوں نے مجھے مبارک باد دی، اور میں نے پہلے ہی  
سے طے کر لیا تھا کہ اگر ہمارا یہودی معاشرہ اس کی  
مخالفت کرتا رہے تو بھی تم دینِ اسلام پر تمام  
ریجن گے، نو مسلم نے زور دے کر کہا کہ دینِ اسلام  
میں سب سے زیادہ جس جزئے مجھے متاثر کیا ہے تو واضح  
و اکساری اور بے نقشی و بے ضری ہے۔

# عالم اسلام

محمد جاوید اختر ندوی

اپنے نکاح کے متعلق نو مسلم نے کہا کہ میں اسی  
جو ان سے شادی کروں گی جو قلنطین کی سرزین میں  
بیدار ہوا ہو، اور وہ اس سرزین کا نشوونما پایا ہوا ہو، جس پر  
یہودی مذہب سے تعلق رکھنے والی "طاہی فحیما"

کا مقابلہ اسلام  
پوچھنے پر مختصر مذہب "ندی" نے بتایا کہ میں ہر مسجد میں داخل  
ہوتے وقت نہیں روتی بلکہ مسجد میں داخل ہونے کے  
نہی خاتون نے جون کے مہینے میں اسلام قبول کر لیا،  
بعد ولی سکون محسوس کرتی ہوں لیکن کبھی کبھی گرید طاری  
ہو جاتا ہے، اور میں سمجھتی ہوں کہ یہ ایک فطری بات  
انہوں نے متاز فلسطینی رہنمائی رائے اور امان کے  
اخلاق سے متاز ہو کر دین اسلام کو اختیار کیا "طاہی فحیما"  
جس نے اب اپنا نام "مدی" رکھ لیا ہے، اپنے اسلام  
ساخت رونے لگتی ہوں اس لیے کہ محسوس ہوتا ہے کہ  
یہی خدا کا پہلا گھر ہے اور اسی خاتون کا ہے جس کی اب  
لانے کا واقعہ اس طرح میان کرتی ہیں:

قابل ذکر ہے کہ "طاہی فحیما" نے اپنا نام

"ندی" رکھ لیا ہے اس لیے کہ "طل" اور "ندی"

دونوں کے معنی شبم کے ہیں۔

(۸) قلنپاٹی خواتین کا مقابلہ اسلام

رابطہ عالم اسلامی کے زیر اعتمام آئندہ قلنپاٹی

خواتین کے قبول اسلام کے موقع پر ایک جلسہ منعقد

کیا گیا، یہ جلسہ عالمی پیانہ پر اسلام کا تعارف کرنے

والی تنقیم نے کیا، ریاض کے محلہ سیماہی میں تلاوت

کلام پاک سے آغاز ہوا، پھر عربی زبان اور اس کے

بعد قلنپاٹی زبان میں اس کے ترجیح اور تعریج کی گئی،

اس کے بعد انگریزی زبان میں بھی ترجیح اور تعریج

ہوئی، سورہ آل عمران کی آیات کی روشنی میں بیان

کیا گیا کہ رات و دن کے آنے جانے اور چاند و سورج

کے طلوع و غروب میں اس بات کی تکلیف شایان ہیں کہ

خدا ایک ہے جو پوری کائنات کا نظام چالا رہا ہے،

اور فطرت سے والوں کے لیے اس میں بڑی عبرت

و سیاحت کی بات ہے۔

اصیلین ہیں پھر اسلام کی مقبولیت

امریکی میڈیا کے مطابق تاکن الیون کے بعد

صرف ۹ ماہ کے اندر امریکہ میں ۲۳۲ ہزار غیر مسلموں نے

ایک سرگرم مذہبی یہودی خاتون

مسجد حرام میں داخل ہوتے وقت رونے کا سبب

پوچھنے پر مختصر مذہب "ندی" نے بتایا کہ میں ہر مسجد میں داخل

اس مہینے میں کثرت سے رکھتے تھے، حضرت

عائشہ قریبی ہیں کہ میں نے نبیس دیکھا کہ رسول اللہ صلی

اللہ علیہ وسلم کی مہینہ میں شعبان سے زیادہ قلن روزے

رکھتے ہوں۔ (صحیح بخاری صحیح مسلم)

**سوال:** پندرہویں شعبان کا روزہ متسبب ہے، اس کی فضیلت ایک کتاب و مسنٹ سے ثابت ہے، اس

کی فضیلت ایک کتاب و مسنٹ، آثار صحابہ اور سلف

رکھے تو توبہ ہے اور نہ رکھے تو کوئی حرج نہیں ہے،

صلیں سے ثابت ہے، سورہ و خان کی آیت ۴۷ اتنا انزلنہ

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ

علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب نصف شعبان آجائے تو اس

کی شب میں عبادت کرو اور دن میں روزے رکھو۔

**جواب:** شعبان کی پندرہویں شب کی عبادت اجتماعی طور پر

نہیں بلکہ افرادی طور پر ہونی چاہئے، حضور صلی اللہ علیہ

و سلم تہذیبی جنت ایقجع تعریف لے کے اور ایصال ثواب

کا عمل کیا۔ امام ابن تیمیہ نے مجموعۃ الفتاویٰ (۱۳۲/۲۳)

میں یہ صراحت کی ہے کہ شعبان کی پندرہویں رات کے

بارے میں سلف کی ایک جماعت سے منقول ہے کہ وہ

اس رات میں تماز پڑھتے تھے اور تمہارا تھا پڑھتے تھے، سلف

کا یہ عمل ایک نمونہ ہے جو دلیل شرعی ہے جس کا انکار نہیں

کیا جا سکتا۔ (مجموعۃ الفتاویٰ، ابن تیمیہ ۱۳۲/۲۳)

**سوال:** قبرستانوں میں روشنیوں کا انتظام کرنا اور ایک

جشن کا محل بنانا درست ہے؟

**جواب:** آج کل قبرستان میں روشنیوں اور چاغوں کا

جواہتمام کیا جاتا ہے، بلاشبہ یہ کتاب و مسنٹ صحابہ

اور سلف صالحین وغیرہ سے ثابت نہیں ہے۔ اس سے

گزیر ضروری ہے۔

**سوال:** کیا شب برأت میں پا خون اور آنکھا زی

شرغا جائز ہے؟

**جواب:** شب برأت عبادت کی رات ہے نہ کہ پرانے

اور آنکھا زی کی رات، اس طرح کا عمل غیر اسلامی

اور سخت نہیں کہے جاتا ہے جس سے بچا ضروری ہے۔

**سوال:** نصف شعبان کی شب میں قبرستان

جانا کیسا ہے؟

**جواب:** نصف شعبان کی شب میں قبرستان جانا

میں حضرت علی سے مردی ایک روایت ملتی ہے جس میں

نصف شعبان کی شب میں چودہ رکھات و میں نمازیں پڑھنے کا رواج

ہے، کیا اس کا کوئی شرعی بیوت ہے؟

**جواب:** چودہ رکھات مذکورہ مقاصد کی خاطر پڑھنے کا

بیوت تو نہیں ہے بلکہ ایام غرائب کی کتاب "احیاء الحلوم"

اور ہاں مذکورہ مددوں کے لیے ایصال ثواب اور دعاء

مغفرت کرنا مسح ہے، ترمذی اور ابن ماجہ کی روایت

سوال: شب برأت کی شرعی بیوت کیا ہے؟ کیا اس

کی فضیلت کتاب و مسنٹ سے ثابت ہے؟

**جواب:** پندرہویں شعبان کے روزہ کی شرعی بیوت

کیا ہے؟

**جواب:** پندرہویں شعبان کا روزہ متسبب ہے، اگر کوئی

رکھے تو توبہ ہے اور نہ رکھے تو کوئی حرج نہیں ہے،

صلیں سے ثابت ہے، سورہ و خان کی آیت ۴۷ اتنا انزلنہ

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ

علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب نصف شعبان آجائے تو اس کی

حدیث نمبر ۳۶۱، ابن ماجہ حدیث نمبر (۱۳۹۰) بعض علماء

سے لکھا ہے کہ قربانیوں سے زائد صحابہ کرام سے شب

برأت کی فضیلت سے متعلق روایتیں منتقل ہیں، اسی لیے

امت میں ہر دوسری اس کی اہمیت رہی ہے اور بنگان خدا

اس کی فضیلوں سے قائدہ اٹھاتے رہے ہیں۔

**سوال:** شب برأت میں پکانے کی شرعاً جائز ہوگی؟

**جواب:** شب برأت میں طلود پکانیا جائے یا نہیں؟ اس

بارے میں کوئی نص نہیں ہے، ہمارے ہندوستان میں

خلافت قرآن اور درود شریف و فیرہ پڑھنا چاہئے۔ اس

رات میں کوئی مخصوص حرم کی نمازوں کا بیوت نہیں ملتا

ہے۔ علماء شافعی نے لکھا ہے کہ اس رات میں مخصوص

پڑوں میں پکنے کی وجہ سے محض اپنے پچھلے کی مخصوص

تحداد کے بغیر تھا تمہارا نمازیں پڑھی جائیں، قرآن کی

خلافت کی جاتے، ذکر و اذکار اور درود شریف پڑھنے کا

ضروری رسم سمجھ کر پکانے کو کہرو و قرار دیا ہے، اور ضروری

رسم سے سمجھ کر پکانے میں کوئی حرج نہیں فرمایا ہے۔ (فتاویٰ

مولانا عبدالحی، ج ۱: ۱۰۱)

**سوال:** نصف شعبان کی شب میں قبرستان

جانا کیسا ہے؟

**جواب:** نصف شعبان کی شب میں قبرستان جانا

میں حضرت علی سے مردی ایک روایت ملتی ہے جس میں

نصف شعبان کی شب میں چودہ رکھات و میں نمازیں پڑھنے کا رواج

ہے، کیا اس کا کوئی شرعی بیوت ہے؟

**جواب:** چودہ رکھات مذکورہ مقاصد کی خاطر پڑھنے کا

بیوت تو نہیں ہے بلکہ ایام غرائب کی کتاب "احیاء الحلوم"

اور ہاں مذکورہ مددوں کے لیے ایصال ثواب اور دعاء

مغفرت کرنا مسح ہے، ترمذی اور ابن ماجہ کی روایت

نصف شعبان کی شب میں چودہ رکھات و میں نمازیں پڑھنے کا رواج

ہے، کیا اس کا کوئی شرعی بیوت ہے؟

**جواب:** چودہ رکھات مذکورہ مقاصد کی خاطر پڑھنے کا

بیوت تو نہیں ہے بلکہ ایام غرائب کی کتاب "احیاء الحلوم"</p

سیدہارہ سے مراد آباد کی طرف کوچ جوہا اور جحمد کی نماز وہیں شاہد آباد کی مسجد میں ادا کی گئی، جہاں قیام کرتا تھا اور جمعہ بعد ملنے والوں کی ایک تعداد جمع تھی جو منظر و مشاہق تھی۔ رات کو شہر مراد آباد میں دینی تعلیمی کنوں کا جلد منعقد ہوا جس میں حضرت مولانا محدث نسل اپنے صدارتی خطاب میں فرمایا:

## مراد آباد میں چارون

محمد حسن حسینی ندوی

"میں اس جلسے میں جودی تھی تعلیم کے سلسلہ جہاں سے اسلامی تحریکوں، دینی جماعتیں اور اسلامی مدارس کو تقویت پہنچانے کا کام بر ابرہوتا رہا ہے، دینی مدارس کے بیرونی خوشی محسوس کر دیا ہوں، کام کی اور کام کرنے والوں کی اہمیت ہوتی ہے، یہاں دینی تعلیمی کنوں کے ذمہ دار اور شیخی صاحب سے جو تفصیلات سنیں، اس سے بڑی خوشی ہوئی، حقیقت یہ کہ جتنا جذبہ زیادہ ہو گا اتنا کام زیادہ ہو گا، مراد آباد کے حضرات میں کام کا بڑا جذبہ دیکھنے میں آیا، خاص طور سے حاجی انور شیخی صاحب کی محنت اور فکر کی بڑی قدر آئی، ہمیں لکھنؤ میں اطلاع ملتی رہتی تھی لیکن آج آکر یہاں یہ سب دیکھنے کو ملا۔

تعلیم کی طرف توجہ سب سے ضروری کام ہے اسی سے انسانی نسل تیار ہوتی ہے، تعلیم کے ذریعی صحیح راست پر انسان پڑتا ہے اور دوسروں کو بھی صحیح راست پر لگاتا ہے، مصر کے ایک بڑے ادب گزرے ہیں جو بحدیش بہت بڑے دائی اور جاہد بنے، اور انہوں نے قرآن مجید پر کتابیں لکھیں اور تفسیر کی، انہوں نے عصری تعلیم حاصل کی تھی اور شروع میں آزاد ادیب تھے لیکن بعد میں ان کی زندگی میں تبدیلی آئی وہ اس کی وجہ بتاتے ہیں کہ میں جب پچھے تھا تو اس وقت اپنی ماں کی گود میں قرآن مجید کی مولانا محدث نسل نے فرمایا:

"ملک میں مسلمانوں کو جو نہ ہی آزادی کا حق کرایا جائے، مسرت کی بات ہے کہ یہاں حاصل ہے اس سے الحمد للہ مسلمانوں نے فائدہ اسلامیات کا شعبہ قائم کیا جا رہا ہے اور نسل کی اخالیا، اور یہ جو دستوری حق حاصل ہے اس کی دینی تربیت کی بھی فکر کی جا رہی ہے۔"

قدر کرنی چاہئے لیکن اس میں مسلمانوں کو خود کو شکری ہو گی اور حکومت پر تکمیل کر کے بیٹھنا نہیں ہو گا، سیدہارہ کو بر صیر کے نقشے میں اسلامی تاریخ میں کنوں کا خیال رکھا جائے گا، مگر اس سلسلہ میں کیا پیش ہوئے ایک باحجاب مسلم خاتون کے ساتھ بدسلوکی سو نتزوں یعنی میں ایک باحجاب اہم پات یہ تھی کہ مشترک مصالح و اقدار اور باہمی اعتماد و تقدیم کے میں ایک میدان میں کھلے عام شام احترام کا خیال رکھا جائے گا، مگر اس سلسلہ میں کیا پیش ہوئے ایک باحجاب مسلم خاتون کو ایک نامعلوم شخص زور سے سر کے پچھلے حصہ پر حملہ کر کے بلند آواز میں گالم لگوں کرتا ہوا فرار ہو گیا۔

تجب کی بات یہ ہے کہ یہ واقعہ بر سر عام ایک میدان میں ہوش آیا، راہ گیر گزرتے رہے مگر کسی نے کوئی کچھ نہیں کہا، اور یہ وقت اپنی اپنی ڈیلوی سے شام کے پانچ بجے واپس آنے کا تھا۔

اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ اسلام اور مسلمانوں کے تعلق سے ان ممالک کے باشندوں کا کیا روایہ ہے اور آج بھی ان کے ساتھ کیسا سلوک کیا جا رہا ہے۔

حوالہ کا معائنہ بھی کیا جو ایک مسجد میں ابتدائی تعلیمی اس ادارہ کا معاونہ بھی کیا جو ایک مسجد میں ابتدائی تعلیمی اسی ندوی محدث نے خطاب فرمایا اور اس کے علاوہ جو خدمات پیش کیں وہ الگ ہیں، تعلیم کے میدان میں بھی پوری رہنمائی اور قیادت کی۔

صرف آزادی کافی نہیں ہوئی، وہی، فکری ایک جرم من عدالت نے کاروں کے ایک تاج پر آزادی بھی ضروری ہے جو تعلیم کے ذریعہ ہوتی ہے، اسی کے ذریعہ مولانا محدث نسل کی خدمت میں وقت گزار چکے ہیں، اس کے علاوہ دوسرے ارشد ہمارے اکثر ممالک نے اگریزی استعارے سے سیاسی طور پر آزادی حاصل کی لیکن تعلیمی و تہذیبی طور پر جو ایک ہر دوسری کے مدرسہ اشرف المدارس سے رہا ہے، اور وہ بھی السنۃ مولانا ابراہم حق صاحب کی اگریزی استعارے سے اپنے کو آزاد نہ کر سکے، لیکن خدمت میں رہ چکے ہیں ان کے ادارہ بھی حضرت ہمارے ہندوستان کے علماء نے سیاسی آزادی کے ساتھ یہی و تہذیبی آزادی کی بھی فکر کی، اور مدارس میں اخلاقی ترقی کے اور دعاء کرائی، سیدہارہ کا قیام کو خصوصاً ہر دوسری کے مدرسہ اشرف المدارس سے کے ذریعہ یہ آزادی بھی حاصل کی، آج ضرورت سنبھل سے مولانا عبدالمومن ندوی بھی مح رفتاء کے ہے کہ ہمارے کا بجز اور اسکو لوں، تعلیم گاہوں میں، آگئے تھے، ۲۹ مئی کو سنبھل کا پروگرام تھا۔

و جدید تعلیم کے ساتھ اسلامی تعلیم سے بھی روشناس مولانا محدث نسل نے فرمایا:

"ملک میں مسلمانوں کو جو نہ ہی آزادی کا حق کرایا جائے، مسرت کی بات ہے کہ یہاں حاصل ہے اس سے الحمد للہ مسلمانوں نے فائدہ اسلامیات کا شعبہ قائم کیا جا رہا ہے اور نسل کی اخالیا، اور یہ جو دستوری حق حاصل ہے اس کی دینی تربیت کی بھی فکر کی جا رہی ہے۔"

تحقیق سے نظر و کراہیت پائی جاتی ہے۔ جب بھی کسی مسجد کی تحریک ہوتی ہے یا حکومت منظوری دیتی ہے، تو کچھ شپنگ مولوں کے خلاف ہو جاتے ہیں، یہاں بھی ایسا ہی کچھ واقعہ چیز آیا، مسجد کی تحریک جو وعدے کے تھے اور کری صدارت پر آنے کے بعد جو پاتیں شروع میں کمی تھیں وہ ہواں تحلیل ہو گئیں ہے اور یہ مسجد موضوع بحث بن گئی ہے۔

**سو نتزوں یعنی میں ایک باحجاب مسلم خاتون کے ساتھ بدسلوکی** سو نتزوں یعنی میں ایک میدان میں کھلے عام شام احترام کا خیال رکھا جائے گا، مگر اس سلسلہ میں کیا پیش ہوئے ایک باحجاب مسلم خاتون کو ایک نامعلوم قدی ہوئی، وہ پوری دنیا کے سامنے ظاہر ہے۔

ای خیمن میں ایک رپورٹ میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ اوباما کے صدر ہونے سے امریکہ کے رویے میں تبدیلی کے جو آثار قائم ہوئے تھے اور لوگوں نے جو امیدیں ہاندگی تھیں وہ بہت جلد ختم ہو گئے، اور پھر وہی صورت حال سامنے آگئی جو سابق امریکی صدر جارج بوش کے زمانہ میں تھی، اور یہ بات خاص طور پر لبنان، عراق، الجزاير، مصر اور فلسطین جیسے ممالک میں پیش آئی۔

**جورمنی میں لفظ "مسلمان" پر سزا** ایک جرم من عدالت نے کاروں کے ایک تاج پر ایک مسلمان کو مالی عوض دینے کی سزا انداز کی، جس نے اسکو "مسلمان" کہہ کر خطاب کیا تھا، اور اس کا مقصد دین کی بنیاد پر اس کی تبدیل تھا۔

جورمنی میں بعض متعصب اور انہا پسند لوگ لفظ "مسلمان" تھے اور حسد کی وجہ سے استعمال کرتے ہیں اور اب یہ توہین کا لفظ تصور کیا جانے لگا ہے، جس کی عدالت مزادے سکتی ہے۔

کہا ہے کہ عالم اسلام میں "اوہما" کی مقبولیت مسلم کم ہوتی جا رہی ہے، سال گزشتہ قاہرہ میں اوباما کے خطاب کے بعد یہ امید بندگی تھی کہ وہ امریکہ اور عالم اسلام کے تعلقات میں بہتری لانا چاہئے ہیں، مگر اس میں کوئی پیش رفت نہیں ہوئی، امریکی میگزین "نیوز" (News) تھا کہ امریکی صدر اوباما کی مقبولیت بتدریج کھٹک جا رہی ہے، قریب ہے کہ سابق صدر جارج بوش کے انتزاعیت کے ذریعہ ایک خط بیجا تھا، اس پر عدالت نے ۱۲۰۰ یو یونیکا کرنے کا جمانہ انداز کیا ہے۔

برلن میں ایک بڑی مسجد کی تعمیر ۲۱ مئی ۲۰۱۴ء جم کے روز جنمی کی ایک بڑی بخش افتتاح عمل میں آیا، یہ مسجد "کروز بر ج" میں واقع ہے جہاں زیادہ تر ترکی انسان ابادی ہے، مسجد میں بیک وقت دو ہزار نمازیوں کی مجاہش ہے۔

خبر انجام شیش کا نہ ہوا ہے، اور چار منارے ہیں، اور یہ مسجد پانچ ہزار مربع میٹر مساحت کو بھیتے ہے، مسجد کے اندر سات مناریں ہیں، اسی کے ساتھ ایک تجارتی مرکز، ایک لائبریری، اور ایک اسلامی مرکز بھی ہے۔

رپورٹ کے مطابق مسجد کی تعمیر میں تقریباً ۱۰ اربیلن یورو کا صرفہ آیا ہے، خاص طور پر اس کی تعمیر میں لہستان اور فلسطینی مسلمانوں نے حصہ لیا ہے، لیکن جیسا کہ پورپ میں ایک عام مزان سائبن گیا ہے کہ

اسلام قبول کیا، آج امریکہ میں سب سے زیادہ فروخت ہونے والی کتاب "قرآن مجید" ہے، امریکہ میں تیس ہزار تلمیز یافتہ غیر مسلم ہر سال اسلام قبول کر رہے ہیں۔ خوشی کی بات یہ ہے کہ اجین میں بھی مسلمانوں کی تعداد میں اضافہ ہو رہا ہے، وہی اجین میں ایک (اندیش) جہاں مسلمانوں کی آئندہ سوال حکومت رہی تھی اور پھر وہاں سے اسلام کا نام و نشان مٹا دیا گیا، مسلمان ملک بذر کر دیے گئے، اسلامی حکومت کے آج بھی یادگار نشانات موجود ہیں، لیکن ۱۹۷۴ء کے عشرہ میں مسلمانوں کو اجتنبی کی اجازت ملی، اب ان کی تعداد دس لاکھ سے تجاوز کر چکی ہے، جس میں بر ایک اضافہ ہی ہو رہا ہے، یہاں اسلام کو سرکاری دین کے طور پر بھی تعلیم ہو رہا ہے، خاتمن کو پردے کی اجازت ہے، مساجد کریا گیا ہے، خاتمن کو پردے کی اجازت ہے، مساجد بھی حکومت کی منظوری سے تعمیر ہو رہی ہیں، لیکن مسلمانوں کے عہد حکومت کی سب سے بڑی مسجد قرب طبلہ پر میں ایک بڑا خیال ہے کہ اسے اسلام اور مسلمانوں کے تعلق سے ان ممالک کے باشندوں کا کیا روایہ ہے اور آج بھی ان کے ساتھ کیسا سلوک کیا جا رہا ہے۔

خلال ہے کہ چند برسوں میں اجین سب سے زیادہ مسلمان آبادی والا ملک بن جائے گا۔

سبھلی استاذ دارالعلوم ندوہ العلماء تھے، اس کے باقیوں کو دور کریں، انسان انسان کے ساتھ ہی رہ کر زندہ رہ سکتا ہے، غیر انسانوں کے بچ نہیں رہ سکتا، تو ہم ایک بعد سنبھل مراد آباد کے انجمن معاون الاسلام مدرس ہے، یہ جزو آخرت میں بہت زیادہ کام آنے والی جزو ہے، بعد سنبھل مراد آباد کے انجمن معاون الاسلام مدرس ساتھ رہ رہے ہیں، اس کے جو تقاضے ہیں ان کو ہم مد ندوہ العلوم میں، جودا رالعلوم ندوہ العلماء کی شاخ سمجھیں، ایک دوسرے کے فائدہ کو سمجھیں، آج ایسا اور اصل لفظ آخرت کافی ہے، جوہاں حاصل ہوگا۔ اس سے قبل مولانا سید محمد اخض شریش سنوی ہے، خطاب فرماتے ہوئے حضرت مولانا مولیم ندوی دینی مدارس کو آخرت کے باغات سے تشبیہ دی کہ مولانا سید ابو الحسن علی حنفی ندوی کے حوالہ سے نسل اپنے مدارس کی خاطر کیا ہے، پہلے دنیا میں ایسا ہوتا تھا کہ مولانا سید ابو الحسن علی حنفی ندوی کے حوالہ سے نسل ایک علاقہ کے لوگ ایک علاقہ کے لوگوں کو سمجھتے تھے جو لوگ خالص دنیا کے کاموں میں لگے ہیں ان ایک زندگی ساری کی ساری کو اپریشن پر چل رہی تھے، لیکن اب دنیا بدل گئی ہے، اور پوری دنیا ایک سماج بن گئی کو اندر سے سکون نہیں ہے، وہ پرشانیوں میں ہے، اس طرح پورا انسانی سماج ایک سماج بن گیا ہے۔

ہن، ہنی کوفت اور اذیت میں ہیں، آپ فخر کریں اور شکر ادا کریں کہ اللہ نے آپ کو دینی تعلیم کے کام میں اور مدد رسولوں کی فضائیں رکھا ہے، آپ اس پر اطمینان رکھیں کہ آپ جنت کے باغات میں ہیں، بس پھل مرنے کے بعد آخرت میں جا کر کھائیں گے۔

ہمارے جو طلبہ یہاں تعلیم حاصل کر رہے ہیں اور اس فضائیں کی نواسی ہیں اور بڑا دعویٰ جذبہ رکھتی ہیں، اسی تعلق سے دہلی سے ڈاکٹر شاکر جیل نقوی صاحب یہ سمجھ کر یہاں رہیں کہ آپ جنت کا باغ خریدنے آئے ہیں، آخرت کے مقابلہ دنیا بڑی ہی حقیر اور لکھنؤ سے مولانا سید سلمان نقوی صاحب بھی سنبھل پہنچ، جلسہ کو سوائی لکشمی شنکرا چاریہ، اور مولانا سید عبداللہ حنفی ندوی نے بھی خطاب کیا، اول الذکر تو فتن کی بات ہے، اس پر اللہ کا شکر بھی ادا کیا تھے۔ اس کے بعد پیام انسانیت کے جلسہ کو خطاب میں حائل پھریوں کو ہٹانے پر زور دیا۔

سبھل ضلع مراد آباد میں فرمایا اور کہا کہ:

”پیام انسانیت کے پروگرام میں شرکت کے لیے سنبھل جاتے ہوئے دہلی کے ایک قدیم تعلیمی ادارے مدرس سراج العلوم ہالیہ حضرت مظلہ تشریف لے گئے، یہاں مولانا محمد منور نعمانی اور مولانا محمد برہان الدین سنبھلی استاذ دارالعلوم ندوہ سے پیدا ہوئے ہیں، شیر کی حیثیت، بھیڑیے کی حیثیت سید جہان ندوی بھٹکی نے ریکارڈ کر لیا تھا، اس کی مدد سے خلاصہ پیش خدمت ہے۔

”یہ جلسہ حقیقت میں انسانیت کو مضبوط ہنانے

کے لیے اور انسان کو اپر والے نے جو باتیں سکھائی ہیں اور بتائی ہیں، اس کی طرف توجہ دلانے کے لیے ایسے باغ کی آبیاری کی پھر ضرورت ہے، ہمارا کچھ منعقد کیا جا رہا ہے، اس کو ہم پیام انسانیت، مانو تا کا اچھا کچھ تھا لیکن وہ بگلتا جا رہا ہے، ہمارا سماج کی تکدوں میں بنا جا رہا ہے، آج سیاست والے، میدھا والے توڑنے کا کام کر رہے ہیں، جوڑنے کا کام نہیں کر رہے ہیں، آج ضرورت ہے کہ ہمارا سماج محبت والا سماج بن جائے، آج صورت حال اس قدر خراب ہو گئی ہے کہ ہر ایک پسہ کی طرف دوڑ رہا ہے، بس یہ دوست کو ہی سب کچھ سمجھ لے گیا ہے، ہمیں کو شمعیہ دوست کو ہی سب کچھ سمجھ لے گیا ہے، اس کے لیے اپریشن نہیں پسند کرتے، اصل چیز جس سے انسانی کو اپریشن نہیں پسند کرتا ہے، عقل نہیں ہے، دل جوڑیدا کرتا ہے، آج دل نے کام کرنا چھوڑ دیا ہے، عقل دسرا کام کرتی ہے، اس سے انسان توازن سندیں، میچ آف یونٹی کا نام دیتے ہیں، اللہ نے اور اعتدال پیدا کرتا ہے، آج بُک و شبہ کیا جانے لگا بلکہ اعلیٰ مقصد کے تحت پیدا کیا کہ یہ اعلیٰ مخلوق ہے، لوگ نفرت پیدا کرنے کی کوشش کرتے ہیں، لیکن ہم کو حقیقت معلوم کرنی چاہئے، اور نفرت دور کرنی چاہئے، محبت ہے، انسان نے ایسے وسائل و ایجادات کرنے کے بغیر جیسے کا کیا مزا۔

انسان انسان کو دیکھ کر اپنے اندر ازیزی محسوس کرتا ہے، لیکن بُک و شبہ کیا جانے تو اس سے نفرت بآج انسانی سماج نہیں رہا، جانوروں کا سماج بتا جا رہا ہے، سہ خطرہ کی بات ہے، اور یہ سب خود غرضی، اور ایک دوسرے سے نفرت و حسد، کینہ کی وجہ سے اور ایک دوسرے سے نفرت و حسد، کینہ کی وجہ سے ہے، حضرت مولانا علی میان ندوی نے سماج میں داخل ہو گئی انہی خراپیوں کو دیکھ کر یہاں انسانیت کی تحریک کا آغاز کیا تھا، اور اس کے لیے انہوں نے عمومی اور خصوصی جملے باریار منعقد کئے۔

انسان کی خود غرضی خود اسے تباہ کر دی ہے، رشوت، سود، لوٹ کھوٹ، دوسرے کے مال جانکار دو پر بقشہ، دوسرے کے کا حق دبایا، یہ بس باشیں نفرتیں پیدا کرتی ہیں، اللہ تعالیٰ ہم سب کو تو فتن عطا فرمائے کہ ہم مثالی سماج بنائیں، جس میں ایک دوسرے کے اکھیتیں رہ رہے ہیں لیکن معلوم نہیں کہ ایک عمارت میں رہ رہے ہیں لیکن معلوم نہیں کہ اس عمارت میں کون رہ رہا ہے، کون بیمار ہے، کون مر گیا، یہ ہم ایسے ہی نہیں کہہ رہے ہیں، ہم یورپ گئے ہیں، امریکہ گئے ہیں، لیکن ہمارے ملک میں اسیں ایک دوسرے کے ساتھ تعلق اور ہمدردی کے ساتھ زندگی بس کر رہے تھے، ہم نے خود یکجا کہ پاکستان چھوڑ کر ہمارے ایک ہندو بھائی کو لکھنؤ آتا پڑا تھا مگر وہ ہم لوگوں کا خیال کرتے اور ہم لوگ ان کا خیال کرتے، لیکن اب یہ اس نہیں نظر آتی، پا لیکن کہتے یا اور کچھ کہتے اس نے اس خصوصیت کو متاثر کیا ہے، اور ہر کچھ عرصہ میں اس ملک میں الگ الگ رہنے لگے اور الگ الگ ٹوپتے کا طریقہ نکل آیا، اب ہم دوسرے کے ساتھ

پیام انسانیت فرم شہر مراد آباد کی طرف سے پیام انسانیت کا یہ جلسہ جس کی صدارت حضرت مولانا سید محمد رابح حنفی ندوی مظلہ نے فرمائی، ایک عظیم الشان اور بڑا ہی کامیاب جلسہ جس کو

# اہل خیر حضرات کی خدمت میں

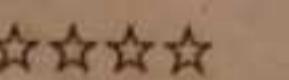
رمضان البارک میں ندوۃ العلماء کے لئے مالی تعاون حاصل کرنے کی غرض سے جن اساتذہ و محدثین کو جس شریعتی علاقت میں بھیجا جا رہا ہے اس کی تفصیل ذیل میں دی جا رہی ہے، اہل خیر حضرات سے تعاون کی درخواست ہے۔

(مفتی) محمد ظہور ندوی

ناظر شعبہ تحریر و ترقی، ندوۃ العلماء پکھنوا

نمبر شمار	اسمے گرامی	عہدہ	عنوان
۱	جناب مولانا شمس الحق صاحب ندوی	استاذ دارالعلوم	سرپرست میئی
۲	جناب قاری فضل الرحمن صاحب ندوی	استاذ شعبہ حفظ	میئی
۳	جناب حافظ عبد الواسع صاحب	استاذ شعبہ حفظ	مالیگاؤں، میئی
۴	جناب مولانا عبدالمحکوم صاحب ندوی	استاذ محمد دارالعلوم (سکروری)	میئی
۵	جناب مولوی محمد اکملیل صاحب ندوی	استاذ محمد (مفتی مسو)	میئی
۶	جناب مولانا محمد اسلم صاحب مظاہری	استاذ دارالعلوم	دریا، وجہ والڑہ
۷	جناب مولانا محمد قصریں صاحب ندوی	استاذ دارالعلوم	سورت، دھولیہ، والپی، بلساز
۸	جناب مولوی شفیق صاحب پاندوی ندوی	استاذ محمد دارالعلوم	پٹن، پالن پور و اطراف
۹	جناب حافظ محمد عقیل صاحب	استاذ شعبہ حفظ	حیدر آباد
۱۰	جناب حافظ محمد ہاشم صاحب	استاذ شعبہ حفظ	اور گل آباد، جالت، پوت، احمدگر
۱۱	جناب مولوی محمد انس صاحب ندوی	استاذ دارالعلوم	بھنگل، شہوک، شکور
۱۲	استاذ دارالعلوم دامتہ زیر اسن صاحب ندوی	استاذ دارالعلوم دامتہ زیر اسن صاحب ندوی	جناب مولانا شید احمد صاحب ندوی و مولوی زیر اسن صاحب ندوی
۱۳	جناب قاری عبد اللہ خاں صاحب	استاذ شعبہ ترقیات دارالعلوم	دہلی
۱۴	جناب مولوی محمد اسلم صاحب ندوی	استاذ دارالعلوم	پٹن، جوہاڑیہ، جہاںی، پالن پور
۱۵	جناب مولوی مسعود احمد صاحب ندوی	استاذ مجدد دارالعلوم	کانپور
۱۶	جناب مولوی فکیل صاحب ندوی	محترم مجدد دارالعلوم	الآباد
۱۷	جناب مولانا شیم احمد صاحب ندوی	استاذ دارالعلوم	حیدر آباد

اور اپنے اداروں میں قدم رنجی فرمائے کی دعوت دی، درس گاہوں میں ایک درس گاہ مدرسہ شاہی مراد آباد دعویٰ کام سے جے لوگوں میں ڈاکٹر علماء الدین سیفی اور ڈاکٹر مشاہد صاحب، ولی بھائی، ہاپوڈ سے بھی مولانا محمد قاسم نانوتوی ہیں، جب تبلیغی جماعت کا کام زور شور پر آرہا تھا اور حضرت مولانا محمد یوسف اور برادرم ڈاکٹر خلیف الرحمن ندوی، رامپور سے کئی صاحب کاندھلوی کے ہاتھوں زمام قیادت تھی تو اسی شاہی میں بڑے اہم تبلیغی اجتماعات ہوتے تھے اور یہاں ایکسپورٹروں، تاجریوں کو جمع کر کے سفر میں حضرت مولانا مدظلہ کے ساتھ مولانا داشع خطابات ہوئے جن میں ایک اہم خطاب حضرت رشید حسی ندوی مدظلہ، شاہد حسین صاحب، حاجی مولانا سید ابو الحسن علی ندوی کا بھی تھا، اور پھر یہاں عبد الرزاق صاحب، سید حبان ندوی بھنگل، رام الحروف تھا، مولانا تیال حسی ندوی، مولانا عاصم ندوی اور تجارتی رسوخ سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اس کام کے ساتھ اور خال مغلظ مولانا سید عبداللہ حسی ندوی کو لے کر پہنچے، جن میں ایک اہم نام حاجی فیض عظیم صاحب مرحوم کا بھی ہے جو بعد میں مکہ مکرمہ کی نیم پہلے سے جلسہ کی تیاری کے لیے پہنچا ہوئی میں سکونت پذیر ہو گئے تھے، انہی کے داماد حاجی تھی، ۲۳۱۴ء تک قیام رہا پھر لکھنؤا پسی ہوئی۔



## ۱- الفقہ المیسر

قیمت:- Rs. 60/-

## ۲- اسلام کی تعلیم

قیمت:- Rs. 10/-

## ۳- مختارات (اول)

قیمت:- Rs. 60/-

ناشر: مجلس صحافت و نشریات  
ندوۃ العلماء، نیکور نارگ، لکھنؤ

درس گاہی تھی حاجی محمد انور شی میں ایک درس گاہ مدرسہ شاہی مراد آباد کے رفقاء کی کیا اور مختلف المذاہب اور مختلف الطبقات لوگوں نے جن میں شہر مراد آباد کی بڑی باشندیں تھیں، خطاب کی، اور اس پر دکھنے پڑا تھا کیا کہ یہ کام اور مشن اتنی دیر میں مراد آباد کیوں ہے، ہونچا، جب کہ حضرت مولانا علی میام ندوی نے ۲۳۱۹ء میں باقاعدہ اس تحریک کا آغاز کر دیا تھا۔

مراد آباد کے اس سفر میں ان جلوسوں کے علاوہ شاہد آباد میں قیام بھی کی بڑے اہم جلسے سے کم نہ تھے، مولانا سید ابو الحسن علی ندوی کا بھی تھا، اور پھر یہاں عبد الرزاق صاحب دنیا کے مختلف ملکوں میں الحروف تھا، مولانا تیال حسی ندوی، مولانا عاصم ندوی اور ایک بڑی تعداد کوہہ تعلق قائم ہوا کہ حضرت مولانا حضرت مولانا مدظلہ سے آکر مستفید ہوتی رہی، اپنے تجارتی رسوخ سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اس کام کے ساتھ اور خال مغلظ مولانا سید عبداللہ حسی ندوی کو لے کر پہنچے، جن میں ایک اہم نام حاجی فیض عظیم صاحب مرحوم کا بھی ہے جو بعد میں مکہ مکرمہ کی نیم پہلے سے جلسہ کی تیاری کے لیے پہنچا ہوئی محمد انور شی میں ایک اہم جلسہ ہے جو مراد آباد کے سفر کے داعی دہر کتے، مدرسہ شاہی میں مولانا مفتی محمد سلمان منصور پوری، اور مولانا مفتی شیر احمد قاسمی نے بڑا عقیدہ تمندان خیر مقدم کیا، اور بڑی مسٹر کا اٹھا کر کیا اور درخواست کی کہ جب مراد آباد تشریف آوری فیکشیاں ہیں، ان کی دو فیکشیوں میں حضرت مولانا مدظلہ نے جا کر دعا بھی کرائی، یہاں جا کر یہ تحقیقت سائنس آئی کہ جنہی اور شیش کے برتن ہوں، اور جو کچھ بھی، پانی اور مٹی سے کوئی چیز مستقیم نہیں، اس کی اصل میں مٹی ضرور نظر آئے گی، اور یہ کہ ہر مٹی ہر جیز میں کام نہیں آتی، کسی علاقے کی مٹی کسی کی جیز میں اور کسی علاقے کی مٹی کسی کی جیز پر اور مٹار الاسلام ندوی جو کان پر دکھنے کی ترتیب و تیاری میں جیش پیش تھے، بڑے مسجد جامعہ الہدی کے مولانا محمد عالم صاحب، مدرسہ امدادیہ کے مولانا ابجد قاسمی ندوی بھی مٹے آئے مولانا مدظلہ کو لے گئے، ہندوستان کی قدیم دینی

# MOHD. YASIN MOHD. YAMIN PERFUMERS

EXPORTERS & IMPORTERS

Tayyab Shamama	طیب شامما
Shamama Abid Special	شامما عابد اسپشل
Amber Abid	عمر عابد
Mushk Amber	مشک عمر
Attar Hena	عطر حنا
Attar Gulab	عطر گلاب
Attar Keora	عطر کورہ
Attar Motia	عطر موٹیا
Attar Zafran	عطر زعفران
Rooh Khus	روح خس
Jannatul Firdaus	جنت الفردوس
Majmua	مجموعہ



Kannauj-209725 (U.P.)

Tel: 05694-234445, 234725, Fax: 234388  
Mobile: 09839208298 (Mohd. Furqan)  
E-mail: mymykannauj@yahoo.co.in

Maqbool Mian  
Jewellers

مقبول میان جویلریز

Jutey Wali Gali, Aminabad Lucknow.  
Mob: 9956069081-9919089014

Mohd. Zubair  
Mohd. Salman

0522-2618629  
09415028247  
09919091462

Sahara

FOOTWEAR

35, Amethi House, Near Post Office, Aminabad, Lucknow-8

# ولی اللہ جویلریز WALIULLAH JEWELLERS

All Kinds of Gold, SILVER  
& DIAMOND JEWELLERY

Mob. 9415090544, 9936672278

Phone: 0522-2627446 (S)

e-mail: waliullahjewellers@gmail.com

Jutey Wali Gali, Aminabad,  
Lucknow.



ALAUDDIN TEA

44, Haji Building S. V. Patel Road  
Null Bazar, Mumbai-400003

Ph: 23460220-23468708

Tele: Add Cupkettle

CAFE FIRDOS

Partly Air Conditioned  
MOGHALAI & CHINESE FOOD

Tel: 23424781-23459921

145, Sarang Street, Crawford Market, Mumbai-400003

Contact:  
Mr. M. Aslam : 9819035007  
Mr. M. Imran : 9415757226  
Mr. Zeeshan : 9236728160

Phone: (011) 23459921  
(011) 23472222

دینی مہمہ مردانہ ملبومات کا قابلِ اختیار مرکز

اعلیٰ کوئنچی، جدید ترین فشن کے ساتھ

Shirts, Trousers, Coats, Embroidered, Sherwanis, Pufflers,  
Jackets, Kurta-Suits, Night Suits, Gown & T's.

شاویں یا، تیز ہار اور لتریتیاں کے لئے شاندار ذخیرہ، تحریف لائیں قابل بھروسہ را رکھیں

**menmark®**

MFG, Wholesale, Export & Retail  
58, Halwasia Market, Hazratganj, Lucknow - 226001

نکاح آباد، فتح پور	محرودار العلوم	جناب سید عبدالحنون صاحب
پنڈ، پھلواری شریف، بھارشیریف	استاذ دارالعلوم	جناب مولانا ظفر عالم صاحب مددی
بیکوسرائے، بھاگپور، کھنڈیا، مظفر پور وغیرہ	استاذ کتب	جناب مولوی ہادا الحسن صاحب مددی
مالدہ، مرشد آباد (بنگال)	استاذ کتب	جناب مولوی زیرا عظیمی صاحب مددی
گوئٹہ واطراف	ناظر مطیخ مجدد (سکروری)	جناب اسم اللہ خاں صاحب
کانپور	استاذ مجدد (مہمت مسو)	جناب مولوی محمد شیم صاحب مددی
لکھنؤ (شهر)	استاذ کتب	جناب مولوی بیش الدین صاحب
لکھنؤ (شهر)	استاذ مجدد (مہمت مسو)	جناب مولوی محمد امیاز صاحب مددی
لکھنؤ (شهر)	استاذ شعبۃ حفظ	جناب قاری بدر الدین صاحب مددی
لکھنؤ (شهر)	استاذ کتب	جناب حافظ بنین احمد صاحب
امروہ، مراد آباد، سنجھل وغیرہ	استاذ مجدد دارالعلوم	جناب مولوی عبدالستین صاحب مددی
تاکپور، بھوپال، مسو، عظیم گڑھ واطراف	محصل شعبہ	جناب مولانا شرف الدین صاحب مددی
پیارس، بھدوہی، مرزاپور	محصل شعبہ	جناب مولانا عبد القدوس صاحب
سیتاپور، کانپور	محصل شعبہ	جناب حافظ عبدالستین خاں صاحب
کرناٹک کے اضلاع	محصل شعبہ	جناب مولوی عبدالعزیز صاحب مددی
آسام، جھارخنڈ	محصل شعبہ	جناب مولانا حنفۃ الرحمن صاحب تھانوی
احماد آباد، گجرات	محصل شعبہ	جناب مولوی محمد رضاوی صاحب تاکی
علی گڑھا گرہ فیروزاباد، ہند پنجاب، لہور وکٹلہاباد	محصل شعبہ	جناب حافظ امین اصغر صاحب
اندور، اجین	استاذ دارالعلوم	جناب مولانا سید عنایت اللہ صاحب مددی
رتاگیری، ستارا، پونہ	محصل شعبہ	جناب مولوی علیم الدین صاحب مددی
ہماچل، پنجاب، کشمیر، لداخ، مغربی یوپی	محصل شعبہ	جناب مولوی سلم صاحب مظاہری
میرٹھ، مظفر گر	محروفتر دارالعلوم	جناب مولوی عبدالعزیز صاحب مددی
سیدان، پچھر، دیشالی، در بھنگ، سہر، آسٹی پور	استاذ دارالعلوم	جناب مولوی اشرف علی صاحب مددی
اطراف حیدر آباد و اتر اچھل	محصل شعبہ	جناب مولوی عبدالرحیم صاحب مددی

☆☆☆☆☆

حیریات ۲۵، جلالی ۶۰۰